# داتا کون کون؟

مرتبہ

منیر احمد یوسفی ایم۔اے

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”مسجد عمارہ“ لاہور

ملنے کا پتہ

جامع مسجد نگینہ A-977 بلاک بی III گجر پورہ سکیم لاہور موبائل: 0300-4274936

اسم ذات کے قطعہ مبارک کو اعلیٰ حضرت قطب الاقطاب میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ
العزیز نے اپنے دست مبارک سے ترتیب دیا اور خوش خط نقش و نگار سے مزین فرمایا اور آپ
کے برادر حقیقی قطب الاقطاب حضرت میاں غلام اللہ المعروف ثانی صاحب علیہ الرحمہ نے
خصوصی طور پر قطب علی ور طریقت امین علم لدنی حضرت علامہ حاجی محمد یوسف علی صاحب
نگینہ رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمایا اور آپ کی طرف سے بندۂ ناچیز منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ "مسلمان اسلام" لاہور نے برادران طریقت اور احباب کیلئے شائع کیا۔

تحریر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

# داتا کون کون؟

تالیف

منیر احمد یوسفی (ایم-اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سید عارا ستہ" لاہور

ملنے کا پتا:

جامع مسجد نگینہ

A-977 بلاک بی II، گجرپورہ چانٹر سکیم لاہور 042-36823128

# جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں


نام کتاب : ''داتا کون کون؟''

مؤلف : منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور۔

کمپوزر و ڈیزائنر : محمد عثمان علی یوسفی، حافظ محمد عظیم احمد یوسفی، سیف اللہ یوسفی

کمپوزنگ : ابوبکر کمپیوٹر سینٹر 36846677

پروف ریڈنگ : صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی، علامہ محمد رضوان انور یوسفی

رشید احمد جنجوعہ یوسفی (ایم۔اے، ایل۔ایل۔بی)

سن اشاعت : فروری ۲۰۱۰ء بمطابق صفر المظفر ۱۴۳۱ھ

پرنٹنگ : عطائے نگینہ پرنٹرز (رائل پارک) لاہور

پہلی مرتبہ : ۱۱۰۰

ہدیہ : ۸۰ روپے

ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com

ای۔میل ایڈریس info@seedharastah.com




# فہرست مضامین

## بفیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

نیرِ اوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،

پیکرِ ایثار و وفا، عاشقِ مصطفیٰ، فنا فی الرسول،

پروانہ توحید و رسالت، امینِ علمِ لدنی،

حضرت قبلہ علامہ مولانا

**حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب**

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

قدس سرہ العزیز

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۱۷۶ گ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد



## انتساب

بندۂ ناچیز اپنی اس تالیف کو اُن اہلِ ایمان کے نام منسوب کرتا ہے جو اپنی زندگیاں اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ اہلِ بیت عظام رضی اللہ عنہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق بسر کرتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا کو مانتے ہیں نیز نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے فیضانِ کرم اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے روحانی تصرف کے قائل ہیں۔

نیاز کیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

## عرضِ ناشرین

بندۂ ناچیز خلیل احمد یوسفی و برادرِ اکبر صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (ایم۔ بی۔ ایس) اور برادرِ اصغر محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی کے والدِ محترم پیرِ طریقت رہبرِ شریعت عالم باعمل صوفی باصفا حضرت علامہ منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدظلہ العالی کی یہ تصنیف "داتا کون کون؟" آج کے اِس دور میں جب کہ بعض لوگ ہر کسی کو اسلام سے خارج کرنے پر تلے ہوئے ہیں شرک اور کفر کے فتوے لگا رہے ہیں اور بعض نے سنی سنائی باتوں اور گمراہ لوگوں کے پیچھے چل کر صحیح العقیدہ مسلمانوں کو دینِ اسلام سے خارج کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ ایسے حالات میں یہ تالیفِ لطیف صحیح معنوں میں قرآن مجید واحادیث مبارکہ کی ترجمانی کرتی ہے۔ صحیح العقیدہ لوگوں کے لئے یہ کتاب تقویتِ ایمانی کا ذریعہ ہے جبکہ صحیح راستے سے بھٹکے ہوئے لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہے اس کے مطالعہ سے بھٹکے ہوئے لوگ اپنی دنیا اور آخرت سنوار سکتے ہیں۔

والدِ محترم حضرت قبلہ علامہ منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدظلہ العالی کی اس کے علاوہ دیگر تصنیفات بھی معاشرے کو سنوارنے اور لوگوں کے دلوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ اور بزرگانِ دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ ہمارے والدِ محترم قبلہ علامہ منیر احمد یوسفی صاحب کو عمرِ خضری عطا فرمائے اور ہمیں اُن کی طرح عالم باعمل ہونے اور دینِ اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! بجاہ سیدالمرسلین ﷺ۔

**دُعاؤں کے طالب**

حافظ خلیل احمد یوسفی

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحبزادہ محمد ابوبکر صدیق یوسفی زمزمی



## پیشِ لفظ

قرآن مجید اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام ہے جس میں کسی قسم کا تضاد اور ٹکراؤ نہیں۔ اگر تضاد سنا جائے تو یہ بیان کرنے والوں، پڑھنے والوں اور پڑھانے والوں کا اپنا ذہنی تضاد ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے: "اگر قرآن مجید غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں اختلاف کثیر ہوتا"۔

قرآن مجید کی آیات مبارکہ کا ایک تو سیاق وسباق سے مطالعہ کرنا چاہیے دوسرے ایک آیتِ مبارک کی تشریح دوسری آیتِ مبارک سے تلاش کرنی چاہیے۔ جب آیاتِ مبارکہ کے ربط کو توڑیں گے یا اعراض کریں گے تو مسائل میں اُلجھاؤ پیدا ہو جائے گا۔ سلجھاؤ کے لئے ربطِ آیاتِ مبارکہ امر لازم ہے۔ مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ ایک مقام پر فرماتا ہے: وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا "اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) ولی مددگار دوست کافی ہے"۔ جبکہ دوسرے مقام پر فرماتا ہے: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ٥ "تمہارے دوست ہیں اللہ (تبارک وتعالیٰ)، اُس کے رسول (ﷺ) اور ایمان والے (جو) کہ نمازیں قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے حضور جھکے ہوتے ہیں"۔

اب کوئی شخص وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا والی آیتِ مبارک کو پڑھ کر یہ کہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے سوا کوئی "ولی" نہیں اللہ ہی ولی کافی ہے تو ایسے شخص کی سوچ پر سوائے افسوس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ایسا شخص اپنے اس ناقص خیال اور سوچ سے کتنے لوگوں کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ کچھ ایسی ہی کیفیت "داتا کون؟" کے مصنف کی ہے۔ جس نے جو دل میں آیا لکھ دیا اور یہ خیال نہیں کیا کہ میں قرآن مجید کی صحیح تشریح کر رہا ہوں یا قرآن مجید کی آیاتِ مبارکہ کی تشریح اللہ تبارک وتعالیٰ

جل مجدہ الکریم کے مقصد و مدعا کے خلاف کر رہا ہوں۔

داتا کون؟ کے مصنف نے اپنی بات کو سچ ثابت کرنے کے لئے جو کچھ لکھا ہے، سب کچھ من گھڑت اور ذاتی ناقص نظریات کا مجموعہ ہے۔

کتاب میں جن بزرگوں کے اقوال و افعال لکھے ہیں وہ بھی توڑ مروڑ کر لکھے گئے ہیں۔ حالانکہ وہ تمام بزرگ صحیح العقیدہ صاحب ایمان اہلسنت و جماعت ہیں۔ شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" جلد اول کے "باب توحید" سے عقیدہ توحید کے بارے میں جو کچھ نقل کیا ہے وہ بالکل درست ہے کہ دعا عبادت بھی ہے اور عبادت کا مغز بھی۔ مگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ نے پیغمبروں علیہم السلام اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی شفاعت کا انکار نہیں کیا۔ داتا کون؟ کے مصنف نے "یعنی" "چونکہ" کے الفاظ لگا کر مفہوم اور مطلب کو یکسر تبدیل کر دیا ہے۔ جبکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ نہ تو نبی کریم ﷺ کو پکارنے کے منکر تھے اور نہ ہی اولیاء اللہ کے تصرف اور شفاعت کے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ "انتباہ فی سلاسل اولیاء" کے صفحہ نمبر ۱۲۲ پر ایک مشہور و معروف ورد "اوراد فتحیہ شریف" کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ ایک ہزار چار سو اولیاء کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے اور فتح ہر ایک کی ان میں سے ایک کلمہ میں ہوتی ہے، جو حضوری کے ساتھ اپنے پر لازم کرلے اُس کی برکت اور صفائی مشاہدہ کرے گا"۔

اوراد فتحیہ شریف میں سترہ صیغوں اور حرف ندا "یا" کے ساتھ الصلوٰۃ والسلام پیش کیا گیا ہے۔ جیسے:

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ



داتا کون؟ کے مصنف نے دیگر بزرگوں کے جو اقوال لکھے ہیں ان کا مقصد و مدعا بھی واضح ہے کہ ذاتی طور پر اور مستقل بالذات کسی کو اختیار نہیں اور یہ بالکل سچ اور برحق ہے جس کو جو خوبی شان اور طاقت ملی ہے وہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی عطا کردہ ہے اور عطا کا نہ ماننا قرآن مجید کا انکار ہے۔ اور یہی انکار داتا کون؟ کے مصنف کا عقیدہ ہے۔

بندۂ ناچیز نے اپنی اس تالیف "داتا کون کون؟" میں "داتا کون؟" کے مصنف کی من گھڑت تفسیر اور نظریوں کا جواب قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے دیا ہے۔

بارگاہِ خداوندی میں دعا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ واجب الوجود و مطلق و اسیط و بے حد جل جلالہ اس کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور لوگوں کو گمراہ کرنے والے افراد اور بے راہ رو منکرین اور مفسرین سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

خیر اندیش
منیر احمد یوسفی عفی عنہ

## داتا کے معنی

داتا ہندی کا لفظ ہے اور مذکر ہے اُردو میں بھی بولا جاتا ہے۔ اس کے معنی ہیں (۱) دینے والا سخی فیاض (۲) رازق خدا (۳) درویش فقیر سائیں۔

قرآنِ مجید میں لفظ ''داتا'' نہیں آیا۔ اُردو اور ہندی زبان میں بولا جاتا ہے۔ ہر سخی اور دینے والا کو داتا کہہ سکتے ہیں لیکن یہ عقیدہ رکھنا لازمی ہے کہ اللہ تبارک وتعالٰی کے سوا ہر دینے والا اللہ تبارک وتعالٰی کے دیئے ہوئے میں سے دیتا ہے۔ جبکہ ربّ العالمین اپنے ذاتی خزانوں سے دیتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالٰی ذاتی دینے والا ہے اور مخلوق عطائی دینے والی ہے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ ''میں تقسیم کرنے والا ہوں اللہ تبارک وتعالٰی مجھے عطا فرمانے والا ہے۔'' لہٰذا لفظ ''داتا'' (دینے والا) خالق اور مخلوق کے لئے استعمال کرنا شرک نہیں۔

مخلوق کو داتا کہنے سے شرک نہیں ہوتا۔ جب کہ لغت میں اس کے مختلف معنی ہیں تو موقع محل کے لحاظ سے دیکھا جائے گا۔ اَلفاظ اور اَسماء سے شرک نہیں ہوتا۔

ورنہ قرآنِ مجید میں اَلفاظ اور اَسماء کا اطلاق مشترک نہ ہوتا

| اللہ تبارک وتعالٰی | رسول کریم ﷺ |
| --- | --- |
| رؤف | رؤف |
| رحیم | رحیم |
| کریم | کریم |

### علاوہ ازیں اور بھی ہیں

ایک ضرب المثل ہے۔ ''داتا داتا مر گئے اور رہ گئے مکھی چوس'' یعنی سخی مر گئے اور کنجوس رہ گئے۔ ایک اور ضرب المثل ہے۔ ''داتا کی ناؤ پہاڑ چڑھے'' یعنی سخی کبھی ناکام نہیں رہتا، سخی کی مشکلات آسان ہوتی ہیں۔



# داتا کون؟

غیر مقلدین کے ایک نام نہاد ''مفکرِ اسلام'' اور ''مفتی'' عبدالرحمان صاحب نے ''داتا کون؟'' کے عنوان سے ۴۸ صفحات پر مشتمل ایک کتاب شائع کی ہے جس میں اہلِ ایمان کو مشرک اور کافر ثابت کرنے کی نامناسب اور غیر اسلامی قابلِ مذمت حرکت کی ہے۔ ایسے مفکر اور مفتی وہ لوگ ہیں جو اپنے مذموم عزائم کی تسکین کے لیے کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑتے رہتے ہیں اور اپنی دال روٹی کا چکر چلاتے رہتے ہیں۔

زیرِ بحث کتاب کے مؤلف کا انداز تحریر اس کے ذہنی انتشار اور قرآن مجید اور اَحادیث مبارکہ سے بے خبری کا پتا دیتا ہے۔

اسلام اَمن وسلامتی، شائستگی اور شرافت کا درس دیتا ہے۔ مگر کتاب کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ مؤلف کا شائستگی، شرافت اور اَمن وسلامتی سے کوئی تعلق نہیں۔

قبل ازیں کہ اس فرقہ وارانہ کتاب کی حقیقت بیان کی جائے، قارئین کرام کو اس بارے میں مطلع کرنا مناسب ہے کہ مؤلفِ کتاب پہلے دیوبندی تھے پھر مسئلۂ تراویح کی بنیاد پر ''وہابی تقلیدی'' ہو گئے۔ ایسے لگتا ہے اگر کسی شیعہ رافضی نے ''متعہ'' کے مسئلہ میں قائل کر لیا تو ''حجة اللہ'' ہو جائیں گے اور اگر کسی مرزائی نے قائل کر لیا تو ''خلیفۂ غلام قادیان'' ہو جائیں گے۔

قارئینِ کرام زیرِ بحث کتاب میں آیاتِ قرآنیہ، اَحادیثِ مبارکہ اور اقوالِ بزرگانِ دین کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے۔

سب سے پہلے قارئین کرام زیر بحث کتاب کے ٹائٹل کا فوٹو ملاحظہ فرمائیں:

از قلم:
مفکر اسلام حضرت العلام مفتی عبدالرحمٰن صاحب (فاضل دیوبند)

ٹائٹل پر چھپی ہوئی قرآن مقدس کی آیت مبارکہ میں "غنی" کا ترجمہ "داتا" کیا گیا ہے اور اس ترجمہ کی بنیاد پر ہی یہ رسالہ لکھا گیا ہے اور صفحہ نمبر ۲ سطر نمبر ۱۲ پر لکھا ہے کہ "داتا صرف خدا ہے۔ غیر اللہ داتا نہیں ہو سکتا ہے"۔

مؤلف نے "غنی" کا ترجمہ "داتا" کیا ہے۔ اگر غنی کا ترجمہ "داتا" ہی ہے تو پھر وہ تمام آیاتِ مبارکہ جن میں لفظ "غنی" آتا ہے وہاں غنی کا ترجمہ "داتا" ہی کرنا چاہیے۔ دیگر آیاتِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں جہاں جہاں لفظ "غنی" آتا ہے۔



آیاتِ مبارکہ یہ ہیں

| | | |
|---|---|---|
| البقرۃ:۲۶۷-۲۶۳، | آل عمران:۹۷، | الانعام:۱۳۳، |
| یونس:۶۷، | ابراہیم:۸، | النمل:۴۰، |
| العنکبوت:۶، | لقمان:۱۲، ۲۶، | الزمر:۷، |
| محمد:۳۸، | الحدید:۲۴، | الممتحنہ:۶، اور التغابن:۶۔ |

محولہ بالا تمام مقامات میں ربِ حقیقی نے اپنے آپ کو غنی اور حمید فرمایا ہے۔ بمطابق مؤلف "داتا" فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں ایسی آیاتِ مبارکہ بھی ہیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اپنے بندوں کو غنی یعنی "داتا" فرمایا ہے۔ لہٰذا جن آیاتِ مبارکہ میں ربِ ذوالجلال والاکرام نے اپنے بندوں کو "غنی" فرمایا ہے۔ وہاں بھی غنی کا ترجمہ "داتا" کرنا چاہیے جب ایک جگہ غنی کا مطلب "داتا" ہے تو دوسری جگہ بھی یہی ترجمہ ہونا چاہیے۔

اب وہ آیاتِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے بندوں کو غنی (یعنی مؤلف کتاب کے ترجمہ کے مطابق) "داتا" فرمایا ہے۔

(۱) اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے یتیم اور بے آسرا بچوں کی کفالت کرنے والوں کو ارشاد فرمایا ہے: "کہ یتیموں کو آزماتے رہو۔ یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو"۔ (اور اے کفالت کرنے والو)

وَمَنْ كَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ ۚ..... (النساء:۶)

"اور جو کوئی غنی (یعنی داتا) ہو وہ (یتیم کے مال سے) بچتا رہے"۔

(۲) انصاف کو قائم رکھنے کے لیے مالک الملک نے ایمان والوں کو حکم فرمایا ہے: "اے ایمان والو! انصاف پر خوب قائم ہو جاؤ۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل

مجدہ الکریم) کے لئے گواہی دیتے ہوئے، چاہے اس میں تمہارا اپنا یا تمہارے ماں باپ کا یا رشتہ داروں کا نقصان ہو۔ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۔ (النساء ۳۵) "جس پر گواہی دو وہ غنی (یعنی داتا) ہو یا فقیر ہو ہر حال اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کو ان کا سب سے زیادہ اختیار ہے۔ (یعنی ربّ قومی معاملات میں کسی کا نہیں)

(۳) مکہ مکرمہ کے رہنے والے ایمان والوں کو فرمایا

"کہ مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔ (اور اے ایمان والو تم یہ نہ سمجھو کہ اگر حج میں کفار شریک نہ ہوئے تو تمہاری تجارتیں نہ چلیں گی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم مسلمانوں کی جماعت میں ترقی و برکت عطا فرمائے گا کہ مسلمان حاجی اور اہلِ مدینہ کے تجارتی کاروبار چلیں گے)۔

چنانچہ فرمایا وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ (التوبہ ۲۸) "اور اگر تمہیں محتاجی کا ڈر ہے تو عنقریب اللہ (غنی وحمید حقیقی) تمہیں اپنے فضل سے غنی (یعنی داتا) کر دے گا، اگر چاہے۔

(۴) حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے فرمایا "اور بے شک قریب ہے کہ آپ (ﷺ) کا رب آپ ﷺ کو اتنا دے گا کہ آپ (ﷺ) راضی ہو جائیں گے۔ کیا اس نے آپ (ﷺ) کو یتیم نہ پایا پھر جگہ دی؟ اور آپ (ﷺ) کو اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ (الضحیٰ ۸)

"اور آپ (ﷺ) کو حاجت مند پایا پھر غنی (یعنی داتا) کر دیا

حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کو غنی حقیقی (داتائے حقیقی) نے مجازی غنی یعنی (مجازی داتا) بنا دیا۔ پھر اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ (التوبہ ۷۴)

اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اور رسول (کریم رؤف ورحیم



ہوگئے) نے اپنے فضل سے انہیں غنی (یعنی داتا) کر دیا"۔

(۵) نکاح کے بارے میں حکم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا

"اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں (غلاموں) اور کنیزوں کا اگر

اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ (النور ۳۲) "اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) انہیں اپنے فضل کے سبب غنی (یعنی داتا) فرما دے گا اور اللہ (جل جلالہ) وسعت والا علم والا ہے"۔

آگے فرمایا وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ (النور ۳۳) "اور وہ جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتے ان کو چاہئے کہ وہ بچے رہیں۔ یہاں تک کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) انہیں اپنے فضل سے غنی (یعنی داتا) کر دے"

(۶) مالِ غنیمت کی تقسیم کے بارے میں رب ذوالجلال والاکرام نے فرمایا

"اللہ (جل جلالہ) نے اپنے رسول (ﷺ) کو شہر والوں سے جو غنیمت دلائی وہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اور رسول کریم رؤف ورحیم (ﷺ) کی ہے اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے۔ تاکہ

كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَاۗءِ مِنْكُمْ ۭ (الحشر ۷)

(یعنی یہ) کہ تمہارے اغنیاء (یعنی داتاؤں) کا مال نہ ہو جائے۔

ان تمام قرآنی آیات مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غیر نبی بھی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کی عطا سے داتا ہیں اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ تو عطائے الٰہی سے "داتا" لیکن یہ فرق تو اہل سنت وجماعت بیان کرتے ہیں کہ حقیقی داتا صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے۔ سب کا اللہ رب العزت کے سوا اس کے پیارے نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور پیارے نبی کریم

رؤف ورحیم ﷺ کے غلام اللہ جل مجدہ الکریم کی عطا سے غنی (یعنی مجازی داتا) ہیں۔ جس سے انکار کی گنجائش نہیں۔

جن لوگوں نے قرآن مجید کی صرف ایک آیت مبارکہ پڑھ کر فتوے لگانے کا ٹھیکہ سنبھال رکھا ہے۔ انہوں نے اپنی قوم میں انتشار پیدا کیا ہے اور قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کیے ہیں۔ یاد رہے قرآن مجید میں کسی قسم کا تضاد اور ٹکراؤ نہیں ہے

ارشاد خداوندی ہے اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ○ (النساء ۸۲) ”تو کیا غور نہیں کرتے قرآن (پاک) میں اور اگر وہ غیر اللہ کے پاس سے ہوتا تو ضرور اس میں بہت اختلاف پاتے“۔

چونکہ یہ کلام الٰہی ہے اس لئے اس میں کوئی اختلاف نہیں اگر کوئی اختلاف بیان کیا جاتا ہے تو یہ سب فرقہ پرست لوگوں کی چیرہ دستیاں ہیں۔

جس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اپنے آپ کو ”غنی“ فرمایا ہے۔ وہاں ”حقیقی غنی“ یعنی ”حقیقی داتا“ مراد ہے اور جہاں مخلوق کو غنی فرمایا گیا ہے۔ وہاں ”مجازی غنی“ یعنی ”مجازی داتا“ مراد ہے۔ وہ بھی قرآن پاک کی آیات مبارکہ ہیں یہ بھی قرآن پاک کی آیات مبارکہ ہیں۔ حقیقت ومجاز کا فرق کر لینا چاہیے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم میں سے کوئی بھی رب کائنات کا شریک نہیں ہے۔ جو لوگ خواہ مخواہ ان بزرگ ہستیوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کا شریک بناتے ہیں وہ اپنی آگ میں خود ہی جلیں گے۔ کوئی مسلمان کسی نبی علیہ السلام، اور ولی رحمہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کو خدا نے وحدہ لاشریک کا شریک نہیں سمجھتا ہے۔

اب کچھ احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں جن میں مخلوق خدا کو ”غنی“ یعنی ”داتا“ فرمایا گیا ہے اور فرمایا بھی اس ذات عظیمہ ﷺ نے ہے جو سب سے زیادہ



[illegible] اور ذات وصفات الٰہیہ کے جاننے والے ہیں۔ مخلوق میں سب سے بڑھ کر [illegible] والا کون ہو سکتا ہے؟

## خصوصی طور پر مدعی توجہ کرے

## احادیث مبارکہ

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف روانہ کیا اور فرمایا یمن والوں سے (پہلے) کہنا کہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور (حضرت) محمد رسول ﷺ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے رسول (ﷺ) ہیں پھر اگر وہ اس بات کو مان لیں تو ان سے یہ کہنا کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) نے ہر رات دن میں ان پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ پھر اگر وہ اس بات کو بھی مان لیں تو انہیں کہنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے ان پر زکوٰۃ فرض فرمائی ہے۔

تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَائِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَائِهِمْ [1] ”جو ان کے غنیوں (داتاؤں) سے لی جائے گی اور انہیں کے فقیروں میں تقسیم کی جائے گی“۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو صدقہ پر عامل بنا کر بھیجا۔ انہوں نے واپس آکر عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ابن جمیل، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے (صدقہ) نہیں دیا تب رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے ارشاد

[1] بخاری جلد ۱ ص ۱۸۷، مسلم جلد ۱ ص ۳۶، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۱۴، سنن الکبریٰ بیہقی جلد ۴ ص ۹۶، جلد ۷ ص ۹۳، جلد ۷ ص ۲۰۰، دارقطنی جلد ۲ ص ۳۶، نصب الرایہ جلد ۲ ص ۳۹۸، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۰، ترمذی جلد ۱ ص ۱۳۶، نسائی جلد ۱ ص ۳۳۹، ۳۳۰، ابن ماجہ ص ۱۲۸-۱۲۹، شرح السنہ جلد ۳ ص ۱۱۹، مشکوٰۃ ص ۱۵۵، فتح الباری جلد ۳ ص ۲۲۲، عمدۃ القاری جلد ۴ جز ۸ ص ۲۳۴، مسند احمد جلد ۱ ص ۲۳۳

فرمایا: مَا یَنْقِمُ ابْنُ جَمِیْلٍ اِلَّا اَنَّہٗ کَانَ فَقِیْرًا فَاَغْنَاہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ ؎۲

"ابن جمیل تو صرف اس سے انکار کرتا ہے کہ وہ فقیر تھا۔ اللہ (جل شانہ) اور اس کے رسول (کریم رؤف و رحیم ﷺ) نے اسے غنی (یعنی داتا) کر دیا"۔

ف معلوم ہوا اللہ جل شانہ جو حقیقی داتا ہے اور حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ جو اس کی صفت "داتا" کا مظہر ہیں۔ دونوں اپنے فضل سے لوگوں کو "داتا" بناتے ہیں۔

(جیسے پیچھے صفحہ نمبر ۶ پر آپ قرآن پاک کی آیت مبارکہ بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں)

## "داتا" کے لئے صدقہ حلال نہیں

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْمَسْئَلَۃُ لَا تَحِلُّ لِغَنِیٍّ وَلَا لِذِیْ مِرَّۃٍ سَوِیٍّ اِلَّا لِذِیْ فَقْرٍ مُدْقِعٍ اَوْ غُرْمٍ مُفْظِعٍ ؎۳ "یہ کہ صدقہ نہ تو غنی (یعنی داتا) کو حلال ہے، اور نہ درست اعضاء والے کو مگر ان میں سے ملے ہوئے فقیر یا سوالی والے مقروض کو"۔

(۴) حضرت عطاء بن یسار اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

؎۲ (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۴، ۱۹۲، ۳۸۹، جلد ۵ ص ۳۷۵، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۸، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۰۷، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی جلد ۱۰ ص ۳۴۰، ترمذی جلد ۱ ص ۱۴۱۔ (حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) ابن ماجہ ص ۱۳۲، طبرانی جلد ۳ ص ۷۰، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۴۰۷، مجمع الزوائد جلد ۳ ص ۹۲، ۹۰، شرح السنہ جلد ۶ ص ۸۲، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۲۰۷، دارمی جلد ۱ ص ۳۹۳، دارقطنی جلد ۲ ص ۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۱۴، (حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ) ترمذی جلد ۱ ص ۱۴۱، شرح السنہ جلد ۶ ص ۲۰، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۷۳، مشکوٰۃ ص ۱۶۳، بخاری جلد ۱ ص ۱۵۸، فتح الباری جلد ۳ ص ۳۴۴، عمدۃ القاری جلد ۹ ص ۲، مشکوٰۃ ص ۱۵۶، نسائی جلد ۱ ص ۳۴۳، مسلم جلد ۱ ص ۳۱۶، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص [illegible] جلد ۶ ص ۲۳، شرح السنہ جلد ۶ ص ۳۳، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۸۵۰، مرقاۃ جلد ۴ ص ۳۱، مدنی حدیث نمبر ۱۶۵۳، الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۵۷۴، شرح السنہ جلد ۳ ص ۳۹۲، نسائی حدیث نمبر ۲۵۹۰، کنز العمال جلد ۶ ص ۲۳۵ حدیث نمبر ۱۵۱۳۵۔



یہ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا تَحِلُّ الصَّدَقَۃُ لِغَنِیٍّ اِلَّا لِخَمْسَۃٍ لِغَازٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ لِعَامِلٍ عَلَیْہَا اَوْ لِغَارِمٍ اَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاہَا بِمَالِہٖ اَوْ لِرَجُلٍ کَانَ لَہٗ جَارٌ مِسْکِیْنٌ فَتَصَدَّقَ عَلَی الْمِسْکِیْنِ فَاَہْدَی الْمِسْکِیْنُ لِلْغَنِیِّ ؎۱ "یہ کہ صدقہ پانچ کے سوا کسی غنی (داتا) کو حلال نہیں (۱) اللہ ﷻ کی راہ میں جہاد کرنے والا (۲) صدقہ پر عامل (۳) مقروض (۴) یا جو اپنے مال سے صدقہ خریدے یا (۵) اُسے جس کا کوئی پڑوسی مسکین تھا جس پر صدقہ کیا گیا پھر مسکین نے غنی (داتا) کو ہدیہ دیا"

قرآن پاک کی آیت مبارکہ اور چند احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہے کہ اللہ ﷻ کی عطا سے اللہ ﷻ کے بندے بھی "داتا" ہیں

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہیں کہ جنہیں نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے ظاہری زمانہ حیات سے لے کر آج تک غنی (یعنی داتا) کہا جاتا ہے

عجب حیرت کی بات ہے۔ حضرت علی ہجویری علیہ الرحمہ کو "داتا گنج بخش" کہنے سے کتنی پریشانی ہوتی ہے جبکہ اُن کے دربار سے لاکھوں لوگ فیض حاصل کر رہے ہیں۔ غریبوں اور ناداروں کا لنگر چل رہا ہے۔ کھانا کھانے والوں کی دن رات رونق لگی رہتی ہے۔ کروڑوں روپے اُن کے دربار شریف سے حاصل ہوتے ہیں۔ لوگوں کی حکومت بھی ان کی حفاظت کرنے والے لاکھوں روپے لے رہے ہیں۔ کاروں اور سائیکل سٹینڈ والے تجوریاں بھر رہے ہیں۔ فرقہ پرست لوگ داتا صاحب اور بزرگوں کے خلاف تقریریں کر کے تنخواہوں اور چندوں کے نام سے جیبیں بھر رہے ہیں۔ حیرت تو یہ ہے کہ جو لوگ بزرگوں اور داتا صاحب کے خلاف دل میں بغض رکھتے ہیں ان کی اکثریت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ اور دیگر بزرگوں کے

؎۱ ابن ماجہ ص ۱۳۲، مشکوٰۃ ص ۱۶۱، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۳۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۱۵، صحیح ابن خزیمہ جلد ۴ ص ۶۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۲، مسند احمد جلد ۳ ص ۵۶، مصنف عبدالرزاق جلد ۴ ص ۱۰۹ حدیث نمبر ۷۱۵۱، مستدرک حاکم جلد ۱ ص ۵۶۶ حدیث نمبر ۱۴۸۰، مسند احمد جلد ۳ ص ۵۶، کنز العمال جلد ۶ ص ۳۵۱ حدیث نمبر ۱۵۰۳۰۔

مزارات سے ہونے والی آمدنی پر قائم شدہ محکمہ اوقاف کے سہارے پل رہے ہیں۔
ان سے تو جانور اچھے ہیں جو کہ جس کا کھاتے ہیں اس سے وفاداری کرتے ہیں۔ اللہ ﷻ ان لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے تاکہ یہ لوگ راہ راست پر آجائیں یہ محکمہ چھوڑ کر رزق کا کوئی اور وسیلہ تلاش کریں۔

شاید آپ کو معلوم ہو کہ فتویٰ سازوں کو محکمہ اوقاف کی نوکری کے وسیلہ سے تنخواہ مل رہی ہیں۔ جسے سے اچھا کھانا اور ہر نعمت پہلے انہی کے گھروں میں پہنچتی ہے۔

یہ لوگ کہتے ہیں جب عرس ہوتا ہے تو اس دن دودھ نہیں ملتا۔ کتنا بڑا جھوٹ ہے حالانکہ اس دن تو دودھ ملتا ہے وہ بھی مفت ملتا ہے اور اسی پر اکتفا نہیں بلکہ خالص ترین دودھ نصیب ہوتا ہے۔ افسوس لوگ اس نوع کی محبت خداوندی سے اپنے "سینوں" کو منور کرتے ہیں

## داتا صاحب کی انکساری

| | |
|---|---|
| نہ گنج بخشم نہ رنج بخشم<br>من گدائے خدائم | یعنی میں نہ خزانہ بخشنے والا ہوں اور نہ رنج بلکہ میں خدا کا محتاج ہوں۔ |

(کشف الاسرار)

| | |
|---|---|
| مردم ترا گنج بخش گویند و تو حبہ نداری۔ گنج بخش و رنج بخش حق تعالیٰ است۔ (کشف المحجوب مطبوعہ ...) | یعنی لوگ تجھے خزانہ بخشنے والا کہتے ہیں حالانکہ تو ایک رائی کا دانہ بھی نہیں رکھتا گنج بخش اور رنج بخش صرف اللہ تعالیٰ ہے |

مقام افسوس ہے کہ داتا صاحب علیہ الرحمہ کی تواضع و انکساری کے غلط معنی نکالے گئے ہیں۔ کبھی ان حضرات نے غور کیا ہے کہ آپ کے والد صاحب سے کسی نے کہا آپ تو بہت نیک اور شریف آدمی ہیں تو انہوں نے جواباً کہا ہو نہیں بھئی میں تو



بہت گنہگار، سیاہ کار ہوں۔ تو کیا ان حضرات نے اپنے والد صاحب کے متعلق کتاب لکھی ہے کہ ہمارے ابا جی تو خود اقرار کرتے ہیں کہ وہ گنہگار اور سیاہ کار ہیں؟
ان بیچاروں کو علم نہیں کہ بزرگوں کا عاجزی و انکساری کرنا ہی تو ان کی ولایت کا طرۂ امتیاز ہے۔ جب کہ فرقہ پرستوں میں عاجزی و انکساری کہاں، اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو "مولانا" لکھتے ہیں۔ جیسے کہ زیر بحث کتاب کے ناشر نے اپنے آپ کو "مولانا" لکھا ہے۔ مولانا عبدالرشید اور کتاب لکھنے والے کو بھی "مولانا" لکھا ہے۔

## مخلوق "مولانا"

قرآن پاک میں لفظ مولانا خصوصی طور پر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کی ذات وحدہٗ لاشریک کے لئے آیا ہے۔

( ) اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرۃ ۲۸۶)

"تو "مولانا" ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے"

ایک اور مقام پر فرمایا

(۲) قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰىنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ (توبہ ۵)

"اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) فرمائیں ہمیں نہ پہنچے گا مگر جو اللہ (جل مجدہ الکریم) نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے وہ "مولانا" ہے اور ایمان والوں کو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

جو لوگ اللہ ﷻ کے سوا (مخلوق میں) کسی کو "داتا" کہنا شرک کہتے ہیں اور مخلوق کے لئے لفظ "داتا" پر بہت اظہار ناراضگی کرتے ہیں۔ تو انہیں لفظ "مولانا" پر ناراضگی کیوں نہیں ہوتی؟ جب کہ لفظ "مولانا" تو صاف صاف اللہ ﷻ کے لئے آتا ہے۔ رہی لفظ "داتا" کی بات تو یہ تو ایک مرتبہ بھی قرآن مجید میں نہیں آیا۔

اہلسنت و جماعت قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی مخلوق کو عطائے الٰہی سے "داتا" بھی مانتے ہیں اور "مولانا" کہنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ عوام اور علمائے اہلسنت و جماعت جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ پر درود شریف بھیجتے ہیں تو "سیدنا ومولانا محمد (ﷺ)" کہتے ہیں۔

اہل ایمان اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کو مولائے حقیقی اور داتائے حقیقی مانتے ہیں جبکہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کو مولائے مجازی اور داتائے مجازی مانتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کی عطا اور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے فیضانِ کرم سے اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو مجازی مولا اور مجازی داتا مانتے ہیں

## امیر المومنین حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ

سلمہ بن کہیل سے ابو طفیل سے سنا وہ روایت کرتے ہیں "حضرت ابو سریحہ یا حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما نے کہا، (سیدنا موسیٰ کا شبہ حضرت شعبہ کو ہے جو اس حدیث شریف کے راویوں میں سے ہیں کہ) رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ کا ارشاد عظیم ہے۔ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ [1] "جس کا میں مولا (دوست) ہوں اُس کے (حضرت) علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) مولا (دوست) ہیں"۔

## ہر مومن مرد اور عورت کے مولیٰ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسولِ کریم رؤف ورحیم ﷺ غدیر خم (خم کے تالاب) پر اُترے (غدیر بمعنی تالاب خم ایک جگہ ہے جحفہ شریف سے تین میل دور) یہ واقعہ حجۃ الوداع سے واپسی پر ہوا، بعض لوگ سمجھتے ہیں یہ واقعہ حج کو جاتے وقت ہوا جبکہ اُس وقت (امیر

---

[1] ترمذی جلد ۲ص ۲۱۲، مسند احمد جلد ۱ص ۱۱۸، ۸۴، مستدرک حاکم جلد ۳ص ۱۱۰، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۳، مشکوٰۃ ص ۵۶۴



المومنین حضرت سیدنا حضرت) علی (رضی اللہ عنہ) یمن میں تھے، وہاں موجود نہ تھے۔ اس وہم سے انہوں نے کہا کہ یہ حدیث صحیح نہیں مگر یہ ان کی غلطی ہے۔ یہ واقعہ یہیں پر ہوا اُس وقت امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے امیر المومنین حضرت سیدنا علی (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں مومنوں سے اُن کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں؟ سب نے عرض کیا: جی ہاں (یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) پھر فرمایا

اَللّٰهُمَّ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ [1] "الٰہی جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں الٰہی جو اس سے محبت کرے تو اس سے محبت فرما اور جو اس سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن رہ

پھر امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے اس ارشاد کے بعد امیر المومنین مراد مصطفیٰ خلیفہ ثانی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ملے، کہنے لگے اے ابو طالب کے بیٹے (حضرت علی رضی اللہ عنہ) آپ کو مبارک ہو آپ نے اس طرح صبح و شام پایا کہ آپ ہر مومن مرد و مومنہ عورت کے مولیٰ ہو"۔

فرقہ پرست جب نفع اور نقصان کی بات کرتے ہیں تو انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور جب اپنی کتاب کو نفع پہنچانے والا "نافع رسالہ" لکھیں تو ایک رسالہ نافع لکھیں۔ نافع تو اللہ ہے کہیں شرک تو نہیں ہو گیا۔ اس کی مثال زیر بحث کتاب سے ملاحظہ فرمائیں۔

"جھوٹی اور ناقص عقل کے ذریعے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والی کتاب "داتا کون؟" کے مصنف نے ص نمبر ۲ سطر نمبر ۳ پر لکھا ہے۔

"اس نافع رسالہ" کو غور اور توجہ سے پڑھیں" سبحان اللہ! کیا خوبصورت تضاد ہے، ایک طرف یہ لکھا ہے کہ "اللہ کے سوا کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا" دوسری طرف اپنے رسالے کو "نافع رسالہ" کہا ہے گویا کہ اُن کا رسالہ بھی "نافع" (نفع پہنچانے والا) ہے۔ اس کتاب میں صفحہ نمبر ۵ پر یہ عنوان باندھا گیا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ ص ۵۶۵، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۷۰، سنن ابن ماجہ ص ۱۲، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۰۹، مجمع الزوائد جلد ۹ ص ۱۰۴، البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۱۲، ۲۱۳

## کیا اللہ کافی نہیں؟ کہ بزرگوں کو داتا بنایا جائے

"مفتی صاحب" نے سورۃ الزمر شریف کی آیت نمبر ۳۶ میں سے "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی "کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں" لکھ کر آگے تشریح کی ہے۔ "اس ارشاد میں مشرکین کو یہ سمجھایا کہ کسی غیر اللہ کو حاجت روا بنانے کی ضرورت اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کسی انسان کی حاجت کو پوری کرنے میں کافی نہ ہو اور اس کی مدد کے لئے کسی بزرگ یا پیغمبر کو داتا بنایا جائے"۔ (من وعن)

کتاب کے اس صفحہ کی تصویر جس پر مجموعہ بالا عبارت اور من گھڑت تفسیر لکھی ہوئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

## کیا اللہ کافی نہیں؟ کہ بزرگوں کو داتا بنایا جائے!

کسی بزرگ یا پیغمبر کو داتا ماننے کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ انسان کی حاجتیں پوری کرنے میں کافی نہیں، اور وہ یہ کام تنہا انجام نہیں دے سکتا، اس لئے اس کے ساتھ کسی نبی یا بزرگ کو بھی داتا و حاجت روا ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے اسی عقیدے کی تردید ان الفاظ میں فرمائی۔

| اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ<br>(سورۃ الزمر آیت ۳۶) | یعنی کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔ |
|---|---|

اس ارشاد میں مشرکین کو سمجھایا کہ کسی غیر اللہ کو حاجت روا بنانے کی ضرورت اسی وقت ہو سکتی ہے جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کی حاجت پوری کرنے میں کافی نہ ہو اور اس کی مدد کے لئے کسی بزرگ یا پیغمبر کو داتا بنایا جائے

مشرکین اس کے جواب میں یہ کہتے تھے۔

| هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ<br>(سورۃ یونس آیت ۱۸) | یعنی یہ بزرگ یا پیغمبر ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس۔ |
|---|---|



ان کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ تو کافی ہے اپنے کاموں میں مگر ہم گناہگار ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ہماری نہیں سنتا تو ہم ان بزرگوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے بطور سفارشی پیش کرتے ہیں، تاکہ یہ ہماری سفارش کریں اور اللہ تعالیٰ ہماری دعا قبول کرے۔

یہودی بھی چونکہ شرک کرتے تھے اس لئے وہ کہتے تھے کہ

| یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ (سورۃ المائدہ) | یعنی اللہ کا ہاتھ بند ہوتا ہے۔ |
|---|---|

اور اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اللہ گناہگاروں کے لئے اپنی بخشش کا ہاتھ بند رکھتا ہے اور جب کوئی سفارش کرتا ہے تو پھر وہ بخشش کرتا ہے، ان کے اس شرکیہ عقیدہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا

| بَلْ یَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ<br>(سورۃ المائدہ آیت ۶۴) | یعنی بلکہ اللہ کے دونوں ہاتھ ہمیشہ کشادہ رہتے ہیں۔ |
|---|---|

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی دونوں صفتیں نفع اور ضرر پہنچانے کی بندوں کے لئے کھلی رہتی ہیں۔

یہ تشریح و تفسیر ہماری اور من گھڑت ہے۔

## من گھڑت تفسیر لکھنے والوں کو انتباہ۔

قرآن مجید کی تفسیر کا اصول یہ ہے کہ قرآن مجید کی اول تفسیر قرآن مجید اور پھر احادیث مبارکہ کے حوالے سے کی جائے۔ پھر اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تفسیری معاملات میں بیان کئے جا سکتے ہیں۔ اپنی مرضی سے قرآن مجید کی تفسیر نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ "مَنْ فَسَّرَ الْقُرْآنَ بِرَأْیِهٖ فَقَدْ کَفَرَ" "جس نے قرآن مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ کافر ہو گیا۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ قَالَ فِی الْقُرْآنِ بِرَأْیِهٖ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِن

---

ﷺ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی حصہ چہارم دفتر اول مکتوب نمبر ۲۳۳، کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۵۶، قرطبی جلد ۱ ص ۳۵ حدیث نمبر ۳۳۔

لیتبوّء ۸ "جو قرآن مجید میں اپنی رائے سے کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانا آگ (میں) سے بنائے" اور ایک روایت میں ہے: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۹ "جو کوئی قرآن مجید میں علم کے بغیر کچھ کہے وہ اپنا ٹھکانا آگ (میں) سے بنائے"

ایک اور روایت میں ہے، نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ ۱۰ "جو قرآن مجید میں اپنی رائے سے کہے، پھر ٹھیک بھی کہہ دے تب بھی خطا کر گیا"

## محولہ بالا آیت مبارکہ کی صحیح تفسیر

اصل بات یہ ہے کہ جب نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ خدا ئے وحدہ لا شریک کی احدیت، وحدانیت اور الوہیت کو بیان فرماتے اور معبودانِ باطل کی نفی بیان فرماتے تھے تو کفار حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو اپنے بتوں سے ڈراتے ہوئے کہتے تھے کہ آپ ﷺ ان کی برائی بیان نہ کریں ورنہ وہ آپ ﷺ کو نقصان پہنچا دیں گے

تو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے کفار کی بات کا رد فرماتے ہوئے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو ارشاد فرمایا أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۖ وَيُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِن دُونِهِ ۚ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝ (الزمر ۳۶) "کیا اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) اپنے بندے کو کافی نہیں اور آپ (ﷺ) کو ڈراتے ہیں اس کے سوا اوروں سے اور جسے اللہ (جل جلالہ) گمراہ چھوڑے اس کو کوئی ہدایت کرنے والا نہیں"۔

۸ و ۹ مشکوٰۃ ص ۳۵ ترمذی حدیث نمبر ۲۹۵۰، ۲۹۵۱ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۶۹، ۲۳۳، جلد ۲ ص ۲۳۱ شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۰۲ طبع جدید ۔ ۱۰ ترمذی حدیث نمبر ۲۹۵۲ مسند احمد جلد ۱ ص ۲۳۳ مشکوٰۃ ص ۳۵ کنز العمال حدیث نمبر ۲۹۵۸ المعجم الکبیر طبرانی جلد ۲ ص ۱۶۳ حدیث نمبر ۱۶۷۲ شرح السنۃ جلد ۱ ص ۲۱۶ ابو داؤد حدیث نمبر ۳۶۵۲



چند تفاسیر میں اس آیت مبارکہ کے ضمن میں یہ واقعہ بھی تحریر ہے کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو وہ درخت کاٹنے کے لئے بھیجا جس کی پوجا کی جاتی تھی۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اس درخت کے پاس پہنچے تو لوگ بولے کہ اس میں ایک دیو رہتا ہے وہ آپ کو دیوانہ کر دے گا۔ آپ بے پرواہ ہو کے بغیر درخت کاٹ آئے تو اس کی حمایت میں سرکارِ کائنات ﷺ پر قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کو نازل فرمایا گیا۔ صاحب روح البیان نے فرمایا ہے یہ آیت مبارکہ دوبارہ نازل ہوئی۔ ۱۱

مفتی صاحب نے اپنی کتاب "دعاؤں" کے ص نمبر ۱۶۱ پر أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ کا جواب دیتے ہوئے مزید ایک بہت بڑا جھوٹ لکھا ہے کہ "مشرکین اس کے جواب میں کہتے تھے"

هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ (یونس ۱۸)

یعنی یہ بزرگ یہ پیغمبر ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس"۔

انتہائی گھٹیا ذہنیت کے اس فرقہ پرست نے قرآن مجید کی آیت کا منشاء و مقصد ہی تبدیل کر دیا۔ حالانکہ سورہ یونس کی مذکورہ بالا آیت مبارکہ کا أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ سے کسی طرح بھی مذکورہ تعلق نہیں جب کہ سورہ یونس میں اس طرح ارشاد خداوندی ہے

وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِندَ اللَّهِ ۚ (یونس ۱۸) "اور اللہ (سبحانہ و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے سوا ایسی چیز کو پوجتے ہیں جو ان کا کچھ برا نہ کرے اور بھلا نہ کرے اور کہتے ہیں یہ اللہ (جل جلالہ) کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں"۔

مفسرین کرام نے هَٰؤُلَاءِ کے معنی پیغمبر اور بزرگ نہیں کیے بلکہ "بت"

۱۱ روح البیان جلد ۸ ص ۲۳ ج ۲۳ ص ۱۱۰ نور العرفان جلد ۲ ص ۳۲۸ المراغی جلد ۸ ج ۲۴ ص ۲ ۔ جلد ۸ ص ۳۲۹۔

بیان کیا ہے۔ ۲

کیونکہ مشرکین مکہ مکرمہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ لکڑی اور پتھر کی مورتیوں کی پرستش کرتے تھے، مشرکوں کا انہی بتوں کے بارے میں بیان تھا جیسا کہ نضر بن حارث نے کہا تھا۔

قیامت کے دن میرا معبود "لات" میری سفارش کرے گا۔ ۳

ذرا غور فرمایئے! کہاں انبیاء کرام علیہم السلام اور بزرگان دین رضی اللہ عنہم اور کہاں لکڑی و پتھر کے بت۔ بتوں کی ان ہستیوں سے کیا نسبت؟ معبودان باطل لکڑی و پتھر کی مورتیاں اور ان کے پوجنے والے تو جہنم کا ایندھن ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے

اِنَّکُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ (انبیاء ۹۸)

"بے شک تم اور جو کچھ تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے سوا پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو۔"

## روا سفارش وشفاعت کرنا

انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی سفارش وشفاعت باذن اللہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ بلکہ قرآن مجید اور درود سے، یہاں تک کہ کچے بچے جو گر جاتے ہیں وہ بھی شفاعت کریں گے۔ بے خوف اور نڈر پادری لوگ حق و باطل کو گڈمڈ کرتے جارہے ہیں۔ باطل نظریات کی اشاعت کے لئے جھوٹ پر جھوٹ بولتے جارہے ہیں۔

---

۲۔ روح البیان جلد ۲ ص ۲۵، قرطبی جلد ۴ جز ۸ حدیث نمبر ۳۲۲۲ ص ۲۰۵، مظہری جلد ۵ ص ۱۹، مراغی جلد ۴ جز ۱۱ ص ۸۲، ابن مسعود جلد ۲ جز ۳ ص ۳۱، مدارک جلد ۱ جز ۲ ص ۱۵۰، ابن جریر جلد ۴ ص ۱۹، مختصر تفسیر امام الطبری ص ۲۳۰، معارف القرآن جلد ۴ ص ۵۲، ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۲۸۷، ابن عباس ص ۱۳۱، شوکانی ص ۳۹۳، المنار جلد ۱۱ ص ۳۲۳ ۳۔ ابی السعود جلد ۳ ص ۲۲۴، المراغی جلد ۴ جز ۱۱ ص ۸۲۔



مفتی صاحب نے سورۃ یونس کی آیت نمبر ۱۸ کی تشریح میں جو جھوٹ لکھا ہے اس جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کی سورۃ المائدۃ کی آیت "ید اللہ مغلولۃ" یعنی اللہ کا ہاتھ بندھا رہتا ہے" کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یہاں پھر بڑا جھوٹ لکھا ہے کہ

"یہودی بھی چونکہ شرک کرتے تھے اس لئے وہ کہتے تھے کہ ید اللہ مغلولۃ۔ (المائدۃ ۶۴) یعنی اللہ (عزوجل) کا ہاتھ بندھا رہتا ہے۔

اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ گنہگاروں کے لئے اپنی بخشش کا ہاتھ بند رکھتا ہے اور جب ولی سفارش کرتا ہے تو پھر وہ بخشش کرتا ہے۔" (ص ۹۶)

حالانکہ اس آیت مبارکہ کے سیاق وسباق اور شان نزول کا مطالعہ کریں تو حقیقت حال کچھ اور ہے اور یہ کہ یہودیوں نے ایسا کیوں کہا؟

سورۃ مائدۃ کی آیت نمبر ۶۱ تا ۶۳ میں ارشاد خداوندی ہے

(ترجمہ) "اور جب یہ لوگ آپ (ﷺ) کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں (لیکن حقیقت یہ ہے کہ) وہ آتے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر ہیں اور اللہ (علیم وخبیر) خوب جانتا ہے، جو چھپا رہے ہیں اور ان میں سے اکثر کو دیکھو گے کہ گناہ اور زیادتی (یعنی آپ ﷺ کی تعریف و نعت والی آیات چھپاتے اور تورات میں اپنی طرف سے بڑھاتے) اور حرام خوری (یعنی تورات کے احکام کے بدلنے کے لئے رشوت لینے) پر دوڑتے ہیں۔ بے شک بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔ انہیں ان کے پادری اور درویش گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے؟ بے شک بہت ہی برے کام کرتے ہیں۔"

آگے فرمایا وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ (مائدۃ ۶۴)

"اور یہودی بولے اللہ (جل جلالہ) کا ہاتھ بندھا ہوا ہے۔"

اس آیت مبارکہ کی شان نزول یہ ہے کہ

یہود مدینہ طیبہ بڑے مالدار تھے۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ سے

آپ ﷺ) کو نہیں بھیجا مگر سب انسانوں کے لئے "کافی" خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے اور لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے"۔

اس آیت مبارکہ میں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کو کافی فرمایا گیا ہے جہاں یہ فرمایا گیا ہے کہ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ (الزمر ۳۶) "کیا اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اپنے بندے کے لئے کافی نہیں" وہاں سیاق و سباق کے حوالے سے پچھلے صفحات میں تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) الٰہ کافی ہے کسی اور الٰہ اور معبود کی ضرورت نہیں۔

رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ رسول کافی ہیں اب کسی اور رسول کی ضرورت نہیں۔

ایک مقام پر اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو خطاب فرما کر ارشاد فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ o (الانفال ۶۴) "اے غیب کی خبریں بتانے والے (محبوب ﷺ) اللہ (ﷻ) اور جتنے مومنین آپ ﷺ کے پیرو ہوئے ہیں یہ آپ (ﷺ) کے لئے کافی ہیں"۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو اللہ ﷻ نے نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو فرمایا کہ میں تو پہلے بھی آپ ﷺ کے لئے کافی تھا اور اب بھی ہوں مگر جو لوگ مسلمان ہو چکے ہیں وہ بھی آپ کے لئے کافی ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم اور رسول حقیقی کافی ہیں اور انسان بعطائے الٰہی مجازی کافی ہیں۔ لیکن بات غور کرنے سے سمجھ میں آتی ہے۔

## حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کا مشن

"داتا کون؟" کے مصنف نے کتاب کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے۔

"محترم حضرات! حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ وہ بزرگ اور



ہستی ہے جو تمام عمر شرک و بدعت کے خلاف سینہ سپر رہے لیکن بعض لوگوں نے حضرت شیخ ہجویری علیہ الرحمہ کے اقوال اور تحریر و تقریر کی طرف توجہ نہیں کی بلکہ اس ہستی کو ہمارے نام نہاد علماء، صوفی اور پیر وغیرہ ان کو بدنام کرنے کی پوری کوشش کرتے رہے"۔ وہ شرک اور بدعتی کو پسند نہیں کرتے تھے" جب مفتی صاحب کا عقیدہ ہے کہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمہ اللہ تعالیٰ توحید پرست عاشق رسول ہیں تو انہیں غیر مقلد بننے کی بجائے ان صاحب علیہ الرحمہ کا پیروکار بننا چاہیے تھا۔

صفحہ نمبر ۴ اور ۵ پر لکھا ہے

"جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت علی ہجویریؒ ہماری پکار سنتے ہیں اور ہماری مشکلات کو حل کرنے کی طاقت و قدرت رکھتے ہیں اور وہ قبر میں زندہ ہے۔ اس قسم کے عقائد رکھنے والا شخص مسلمان نہیں بلکہ مشرک ہے اور مشرک جہنمی ہے"۔

اس عبارت کا جواب حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کی شرک و بدعت توڑ عظیم کتاب سے ہی پیش کیا جاتا ہے۔ جس کے بارے میں جماعت اسلامی کے سابقہ امیر میاں طفیل محمد صاحب نے کشف المحجوب کا ترجمہ کرتے ہوئے دیباچہ کے صفحہ نمبر ۲۶ سطر نمبر ۲ پر لکھا ہے۔

"مولانا مودودی صاحب ہی سے سن رکھا تھا کہ اہل طریقت میں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش ایک صحیح الخیال اور بہت بلند مرتبہ بزرگ تھے۔ جنہیں اس کوچہ کے سبھی لوگ مقتداء مانتے ہیں اور ان کی تصنیف "کشف المحجوب" کو ان میں سند کا درجہ حاصل ہے"۔[۱۵]

اور صفحہ نمبر ۲۸ سطر نمبر ۲ پر لکھا ہے

"آدمی کی کایا پلٹ دینے والی کتابوں میں سے یہ ایک نادر کتاب ہے"

""کشف المحجوب" کو ہر زمانے میں علم طریقت پر بے مثال کتاب کا درجہ دیا گیا ہے چنانچہ حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کا کوئی

---

۱۵ ترجمہ میاں طفیل محمد، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ ۱۳۔ ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔

مرشد ہو گا اسے "کشف المحجوب" شریف کے مطالعہ سے مل جائے گا

مخولہ بالا عبارات سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ ہمارا حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کی ہستی شرک وبدعت کا توڑ ہے۔ وہاں ان کی مستند کتاب بھی شرک وبدعت کا توڑ ہے جسے بڑی توجہ سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔

فرقہ پرست معترض نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت شیخ علی ہجویری علیہ الرحمۃ کے اقوال اور تحریر و تقریر کی طرف توجہ نہ دی"۔ ایسے لوگوں میں سب سے پہلے معترض جیسے لوگ شامل ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بھی "کشف المحجوب" کا مطالعہ نہیں کیا۔ اگر کیا ہوتا تو متعصب فرقہ میں شامل ہونے کی بجائے مذہب مہذب اہلسنت وجماعت میں شامل ہو جاتے کیونکہ داتا صاحب علیہ الرحمۃ تو پکے سچے صحیح العقیدہ اہل سنت ہیں اور امام ائمہ، کاشف الغمہ، سراج الامہ، قندیل [illegible] مینارۃ التقویٰ سراج [illegible] وغیرہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے پیروکار اور مقلد ہیں۔ جب کہ غیر مقلدین تقلید کو شرک کہتے ہیں۔

متعصب مصنف نے دروغ گوئی کا ثبوت دیتے ہوئے صفحہ نمبر ۴۲ پر لکھا ہے

"کفر پر ناہمواروں کا عقیدہ کہ بزرگ داتا ہوتے ہیں یعنی بزرگ جب مر جاتے ہیں تو ان کی روح حاجت روا اور مشکل کشا ہو جاتی ہے۔ یہ عقیدہ مسلمانوں میں رچ بس گیا اور بڑھتا ہی رہا"۔

متعصب صاحب کو علم ہونا چاہئے کہ یہ ہندوانہ نہیں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے برگزیدہ محبوب انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رضی اللہ عنہم دنیا سے جانے کے بعد "كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت" (ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے) کے قانون ازلی کی منزل سے گزرنے کے باوجود حاجت روائی بھی فرماتے ہیں اور مشکل کشائی بھی۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے معراج کی رات پچاس نمازوں کو پانچ کروانے میں امداد فرمائی اور پچاس نمازوں کی صورت میں امت مرحومہ نے جو



مشکل پیش آنی تھی وہ مشکل حل فرما دی۔ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی یہ کروا سکتے تھے اور اللہ تعالیٰ بھی شروع میں ہی صرف پانچ نمازیں فرض فرما سکتا تھا۔ مگر حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے ذریعے یہ کروایا گیا تاکہ وصال شدہ ہستیوں کی طرف سے امداد، حاجت روائی و مشکل کشائی کے ہمارے عقیدہ کو گمراہی یا ہندوانہ [illegible] ہندوانہ طریقہ اور عقیدہ کہے تو یہ حقیقت اس کے اپنے ہندوانہ عقیدہ کا اظہار ہے۔

اگر معترض وصال کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قائل نہیں تو پھر پانچ کی بجائے پچاس نمازیں پڑھے۔

## وصال کے بعد حاجت روائی فرمانا

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ "کشف المحجوب" شریف میں حضرت ابو العباس القاسم بن مہدی السیاری المروزی رضی اللہ عنہ کے حالات میں لکھتے ہیں

"وچون از دنیا بیرون خواست شد وصیت کرد کہ آن موئے ہا اندر دہان وی نہادند و امروز گور وی بمرو ظاہر است مردمان بحاجت خواستن آنجا شوند و مہمات را آنجا طلبند و مجرب است"۔ جب آپ دنیا سے رخصت ہونے لگے تو وصیت فرمائی کہ (سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم) کے ان دو موئے مبارک کو (جو انہوں نے تمام جائیداد اور دولت کے عوض میں حاصل کیے تھے) میرے منہ میں رکھ دیں۔ چنانچہ یہی کیا گیا) اور آج ان کی قبر مرو کے علاقہ میں ظاہر ہے اور وہاں لوگ حاجتیں چاہنے کے لئے جاتے ہیں اور وہاں اپنی مرادیں طلب کرتے ہیں اور یہ مجرب ہے۔

میاں طفیل محمد صاحب مردمان بحاجت خواستن آنجا شوند و مہمات را [illegible]

۶۔ بخاری جلد ۱ ص ۵۰، مسلم کتاب الایمان جلد ۱ ص ۹۱، مسند احمد جلد ۵ ص ۳۴۰، ۱۲۲، [illegible] جلد ۱ ص ۹۵، فتح الباری جلد ۳ ص ۷، عمدۃ القاری جلد ۲ ص ۲۳۷، تیسیر الباری جلد ۱ ص ۲۵۱، شرح السنۃ جلد ۳ ص ۲۸، کتاب الشفاء ص ۲۴۶، ۳۳۸، در منثور جلد ۳ ص ۲۱، [illegible] جلد ۳ ص [illegible]، مسند ابو عوانہ جلد ۱ ص ۳۳، تہذیب تاریخ دمشق ابن عساکر جلد ۲ ص ۳۸۲، مشکوٰۃ ص ۵۲۸ وغیرہ بحوالہ [illegible] ناشر [illegible] تحقیقات [illegible] پاکستان [illegible] فانوس [illegible] لاہور ص ۳۳۲ ترجمہ شدہ [illegible] ص ۲۳۸ [illegible] کشف المحجوب مترجم میاں طفیل محمد ص ۲۳۔

قارئین! آپ کی خدمت میں پورے سیاق و سباق سے تفصیلاً عرض کرتا ہے کہ وہ پانچ
تھے جن کو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم مانتی تھی

سورہ نوح (علیہ السلام) میں ہے، حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کو اللہ
وحدہ لاشریک کی بندگی کی دعوت دی (ساڑھے نو سو سال تبلیغ فرماتے رہے)
لیکن لوگوں نے آپ کو جھٹلا دیا۔ یہاں تک کہ جو قوم کے بڑے سردار تھے، کہنے لگے

وقالوا لا تذرن آلهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا
يغوث ويعوق ونسرا ۝ (سورۃ نوح ۲۳)

"اور بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے معبودوں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا ود اور سواع
اور یغوث اور یعوق اور نسر کو۔"

(اگرچہ قوم حضرت نوح علیہ السلام کے بت بہت تھے مگر یہ پانچ بت ان کے
نزدیک بڑی عزت والے تھے) جس کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

(الف) حافظ ابن عساکر علیہ الرحمہ حضرت شیث علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرماتے
ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت آدم (علیہ السلام) کے
چالیس بچے تھے، بیس لڑکے اور بیس لڑکیاں۔ ان میں جن کی بڑی عمریں ہوئیں ان میں
ہابیل، قابیل، صالح اور عبدالرحمن تھے۔ جن کا پہلا نام عبد الحارث تھا اور "ود" تھا جنہیں
(حضرت شیث علیہ السلام) اور ہبۃ اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ تمام بھائیوں نے سرداری ان
کو دے رکھی تھی۔ ان کی اولاد یہ چاروں تھے یعنی سواع، یغوث، یعوق اور نسر۔[1]

(ب) ابن ابی حاتم میں ہے کہ ابو جعفر نماز پڑھ رہے تھے، لوگوں نے یزید بن
مہلب کا ذکر کیا، آپ نے فارغ ہو کر فرمایا وہ وہاں قتل کیا گیا جہاں سب سے پہلے غیر
اللہ کی پرستش کی گئی۔ واقعہ یہ ہوا کہ ایک مسلمان جسے لوگ بہت چاہتے تھے، وہ مر گیا
یہ لوگ بابل میں اس کی قبر پر معتکف ہو گئے اور رونا پیٹنا اور اسے یاد کرنا شروع کر دیا

[1] تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۴۲۷، مواہب الرحمن جلد ۹ ص ۲۷ پارہ ۲۹۔



روتے دھوتے چیخیں اور مصیبت زدہ ہو گئے۔ ابلیس لعین نے یہ دیکھ کر انسانی صورت میں
ان کے پاس آ کر ان سے کہا کہ اس کی شبیہ کیوں قائم نہیں کر لیتے؟ جو ہر وقت
تمہارے سامنے رہے اور تم اسے نہ بھولو۔ سب نے اس کی رائے کو پسند کیا۔ ابلیس
نے اس آدمی کی تصویر بنا دی، جسے وہ یاد کرتے تھے اور ان کے پاس رکھ دی۔ جب وہ
سب اس میں مشغول ہو گئے تو ابلیس نے کہا تم سب کو یہاں آنا پڑتا ہے، میں تمہیں
اس کی بہت سی تصویریں بنا دوں (اس وقت تصویریں بنانا جائز تھا) تم اپنے گھروں
ہی میں رکھو۔ وہ اس پر راضی ہو گئے اور یہ بھی ہو گیا۔ اب تک یہ تصویریں یادگار رہی
تھیں۔ مگر ان کی دوسری پشت میں جا کر اصل واقعہ سب فراموش کر گئے اور اپنے باپ
دادا کو ان کی عبادت کرنے والا سمجھ کر انہی کو معبود بنا لیا اور اللہ جل شانہ کے
سوا ان کی عبادت کرنے لگے۔ سب سے پہلے اللہ جل جلالہ کے سوا جس کی عبادت
کی گئی وہ "ود" کا بت تھا۔[1]

(ب) حضرت امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل ہوا ہے، حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ یہ پانچ دراصل نیک و صالح بندے تھے جو حضرت
آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیانی زمانہ میں گزرے تھے۔ ان کے بہت
سے لوگ معتقد اور متبع تھے۔ ان لوگوں نے ان کی وفات کے بعد ایک عرصہ دراز تک
انہی کے نقش قدم پر عبادت اور اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے احکام کی اطاعت
جاری رکھی۔ کچھ عرصے کے بعد شیطان نے انہیں بہکایا کہ تم اپنے جن بزرگوں کے تابع
عبادت کرتے ہو، اگر ان کی تصویریں بنا کر سامنے رکھ لو تو تمہاری عبادت بڑی مکمل
ہو جائے گی۔ خشوع و خضوع حاصل ہو گا۔ یہ لوگ ان کے قریب میں اگر ان کے مجسمے
بنا کر عبادت گاہ میں رکھنے لگے اور ان کو دیکھ کر بزرگوں کی یاد تازہ ہو جانے سے ایک
خاص کیفیت محسوس کرنے لگے۔ یہاں تک کہ اسی حال میں یہ لوگ یکے بعد دیگرے

[1] تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۴۲۷، تفسیر روح المعانی جلد ۲۹ ص ۱۸۶ طبع جدید، تفسیر درمنثور جلد ۸ ص ۲۹۳، مواہب الرحمن جلد ۹ پارہ ۲۹ ص ۲۱۰۔

پاؤں ہوتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

(ترجمہ وحید الزماں صاحب غیر مقلد تیسیر الباری شرح بخاری جلد ۸ ص ۳۳۹)

خالقِ کائنات نے انہیں ایسی نعمت سے نوازا ہے کہ جس کا انکار کوئی مسلمان نہیں کرسکتا اور پھر اسی حدیثِ قدسی شریف میں ارشادِ خداوندی ہے

وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ ۳۸؎

"وہ اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو دیتا ہوں"

"محرفِ قرآن مظہر" نے غور نہیں کیا کہ ان کے استاذ غلام اللہ خاں صاحب نے "جواہر القرآن" میں لکھا ہے کہ "قرآن کے معنوی تحریف کرنے والے یہود یوں کے جانشین ہیں"۔

کتنے افسوس کی بات ہے کہ ان بدبختوں کا جانشین بن کر بڑی بے خوفی سے من گھڑت ترجمہ کر کے انتہائی شقاوت کا ثبوت دیا ہے۔

حالانکہ اس مقام پر مودودی صاحب "جو کہ حوالہ بھی اپنی مرضی کی تفسیر لکھنے کا بدنام تصور رکھتے ہیں" نے ترجمہ کیا ہے۔

۱۔ "(اے نبی ان مشرکین سے) کہو کہ پکارو دیکھو اپنے ان معبودوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا اپنا معبود سمجھے بیٹھے ہو" ۳۹؎

۲۔ شبیر احمد عثمانی صاحب نے "تفسیر عثمانی" میں زیر آیت لکھا ہے
"یہاں سے مشرکین مکہ کو خطاب ہے"۔

۳۔ تفسیر "بیان القرآن" میں اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے
"اس سے مراد معبودانِ باطل ہیں"۔

---

۳۸؎ بخاری جلد ۲ ص ۹۶۳، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۹، قرطبی جلد ۳ جز ۶ ص ۱۸۹، مشکوٰۃ ص ۱۹۷، فتح الباری جلد ۱۱ ص ۳۴۰، تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۱۱۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۳۴۶، جلد ۱۰ ص ۲۱۹، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۳۲۷، تیسیر الباری جلد ۸ ص ۳۳۹، مشکوٰۃ ص ۱۹۷، تفہیم بخاری جلد ۹ ص ۹۶۔
۳۹؎ تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۱۹۹



دیگر مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں

سورۂ سبا مکی سورت ہے۔ مکہ مکرمہ کے مشرکین وہ قریباً ۳۶۰ بتوں کی پرستش کرتے تھے۔ جنہیں اپنا معبود بنا رکھا تھا لکڑی، پتھر کی مورتیاں بنا رکھی تھیں اور انہی اولیاء، وہ محض بے جان بت تھے جنہیں مشرکین مکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کا شریک بنا کر پوجتے تھے۔ یا وہ لوگ ملائکہ اور جنات کی عبادت کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ سے فرمایا ... (قُلْ) یامحمد لکفار مکۃ بنی ملیح (ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ) عبدتم (مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ) حتی یحیوکم وکانوا یعبدون الجن ویظنون انھم الملائکۃ بنات اللہ انھم (لَا یَمْلِكُوْنَ) لا یقدرون ان ینفعوکم (مِثْقَالَ ذَرَّةٍ) وزن ذرۃ (فِی السَّمٰوٰتِ) مما فی السماوات (وَلَا فِی الْاَرْضِ) ولا مما فی الارض (وَمَا لَهُمْ) للملائکۃ (فِیْهِمَا) فی خلق السماوات والارض (مِنْ شِرْكٍ) من شرکۃ مع اللہ (وَمَا لَهٗ) للہ (مِنْهُمْ) من الملائکۃ (مِنْ ظَهِیْرٍ) من عون فی خلق السماوات والارض ۴۰؎

اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) کفار سے فرما دیجئے اور پکارو انہیں جنہیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے سوا معبود سمجھے بیٹھے ہو وہ آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ بھر کے بھی مالک نہیں ہیں اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ ہے اور نہ ان میں سے کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کا مددگار نہیں ہے"۔

اس آیتِ مبارکہ میں انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں۔ یہ سچ ہے کہ آسمان و زمین کے بنانے میں کسی کا کوئی حصہ نہیں اور نہ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے کسی سے مدد لی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم فرما رہا ہے۔ مگر کفار و مشرکین مکہ سے فرما رہا ہے کہ جن بتوں کی تم اللہ تبارک

---

۴۰؎ تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس (عربی) زیر آیت ص ۳۶۶ چھپا ہوا حاشیہ قرآن اردو بازار۔

ذاتی جہالت کی تراش خراش سے لکھا ہے۔ دیکھئے حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام پر من دون اللہ کا اطلاق فرمایا گیا ہے

یہ کیسی بے خبری اور بے علمی کا شاہکار ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو ملتانی صاحب نے "من دون اللہ" ٹھہرا دیا۔ یہ تو ایک سوال ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گا کہ اے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو میرے سوا معبود بنا لو تو وہ جواب دیں گے ان کنت قلتہ فقد علمتہ

"اگر میں نے ایسا کہا ہوگا تو ضرور تجھے معلوم ہوگا"

اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے یہ نہیں فرمایا تم تو من دون اللہ ہو گئے ہو۔ میرے دشمن ہو، میرے مخالف ہو اب میں تجھے اور تیری ماں کی عبادت کرنے والوں سب کو دوزخ میں پھینک دوں گا۔

دیکھئے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم اپنی قدرت کی شان بتاتا ہے ملتانی صاحب من دون اللہ ٹھہراتے ہیں۔ اللہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے انہیں من دون اللہ فرمایا ہی نہیں انہوں نے فرمایا ہیں من دون اللہ ہوں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم انہیں رسولا الی بنی اسرائیل فرماتا ہے اور وہ خود بھی بنی اسرائیل سے فرماتے ہیں انی رسول اللہ الیکم (صف ٦)

حسین علی واں بھچراں والے اور غلام اللہ خان ان دونوں صاحبان نے اس آیت مبارک کے ترجمے کو بگاڑتے ہوئے معبود کی بجائے لکھا ہے "کیا تم نے ان کو تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری والدہ کو خدا کے سوا معبود اور کارساز بنا لینا اور حاجات میں پکارنا" کتنی بے خوفی کی بات ہے کہ فرمان الٰہی کی من گھڑت تفسیر بیان کروں جبکہ قرآن مجید میں حرف الٰہین کا لفظ ہے کارساز اور حاجات میں پکارنا بیان نہیں ہے۔ معاذ اللہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر ملتانی صاحب نے من دون اللہ کا لیبل لگا دیا ہے۔

ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم



یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین بما کنتم تعلمون الکتاب وبما کنتم تدرسون ٢٩

کسی آدمی کو یہ حق نہیں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اسے کتاب و حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ [illegible] ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سے کہ تم درس دیتے ہو

ملتانی صاحب لکھتے ہیں اس آیت میں تمام حضرات انبیاء اور رسل علیہم السلام کے متعلق "من دون اللہ" فرمایا گیا ہے۔

دیکھئے کتنی بے خبری ہے انبیاء کرام علیہم السلام تو فرماتے ہیں اللہ والے ہو جاؤ اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے یہ فرمایا ہے کسی انسان کا یہ حق نہیں کہ وہ کہے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کو چھوڑ کر مجھے معبود بنا لو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم بھی فرماتا ہے کہ وہ من دون اللہ نہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام خود فرماتے ہیں اللہ والے ہو جاؤ تو یہاں سے کیسے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام من دون اللہ ہیں؟ من دون اللہ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے دشمن ہوتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام تو اللہ سے ہیں ماموں من اللہ۔

پھر یہ تو ملتانی صاحب نے تفسیر روح المعانی، تفسیر کبیر اور مدارک وغیرہ سے اس آیت مبارکہ کا شان نزول نہیں پڑھا جس میں روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی عظمت و شان اور عزت کے پیش نظر آپ ﷺ کو سجدہ کرنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا لا ولکن اکرموا نبیکم واعرفوا الحق لاھلہ فانہ لا ینبغی ان یسجد لاحد من دون اللہ تعالیٰ فنزلت۔ بلکہ تمہیں چاہیے کہ نبی ﷺ کی تکریم کرو اور ہر صاحب حق کا حق پہچانو۔

---

٢٩ آل عمران ٧٩ ، روح المعانی جلد ٣ ص ٩٩ طبع جدید، تفسیر [illegible] جلد ٣ جز [illegible]
٢٢ مدارک جلد ١ ص ٨٥ ، [illegible] جلد ٢ ص ٢٥٠ طبع جدید

(۳) اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ بزرگ اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرادیں۔ (تفسیر احسن البیان ص ۱۰۲۸ چھاپہ سعودی عرب)۔

تفہیم القرآن میں اس آیت مبارک کی تشریح اس انداز میں کی گئی ہے

"کفار کہتے تھے اور بالعموم دنیا بھر کے مشرکین یہی کہتے ہیں کہ ہم دوسری ہستیوں کی عبادت ان کو خالق سمجھتے ہوئے نہیں کرتے۔ خالق تو ہم اللہ ہی کو مانتے ہیں اور اصل معبود اسی کو سمجھتے ہیں۔ لیکن اس کی بارگاہ بہت اونچی ہے جس تک ہماری رسائی بھلا کیوں ہو سکتی ہے اس لئے ہم ان بزرگ ہستیوں کو ذریعہ بناتے ہیں تاکہ یہ ہماری دعائیں اور التجائیں اللہ تک پہنچا دیں" (تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۳۵۰ حاشیہ نمبر ۵)

قارئین کرام! آپ نے غور فرمایا یہ کیسی من گھڑت اور مبہم تشریح کی ہے۔

سورۃ الزمر شریف مکہ شریف میں ہجرت حبشہ سے پہلے نازل ہوئی جہاں لوگ لات ومنات وعزیٰ اور ھبل کی پوجا کرتے تھے اور ان کی پوجا کو رب ذوالجلال والاکرام کی بارگاہ میں قرب کا ذریعہ سمجھتے تھے لیکن تفہیم القرآن میں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے ارشاد کو بدل دیا گیا اور بتوں کی بجائے "بزرگ ہستیوں اور ان کی دعاؤں اور التجاؤں کو بیان کر کے دھوکہ دیا ہے کتنی بڑی ناانصافی ہے۔

محمد عبدہ الفلاح نے وحید الزمان اور شاہ رفیع الدین صاحبان کے ترجمے کے حاشیہ میں "اشرف الحواشی" نام سے محررہ اس آیت کی تفسیر میں حاشیہ نمبر ۲ میں لکھا ہے

"ہمارے زمانے میں بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو موحد مسلمان کہتے ہیں مگر غیر اللہ کو پکارتے ہیں ان کی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور ان کے نام کی نذر و نیاز مانتے ہیں یا دعا میں ان کو بطور وسیلہ ذکر کرتے ہیں ان سب باتوں سے غرض ان کی یہ ہوتی ہے کہ ان بزرگوں کے ذریعہ انہیں خدا تک رسائی حاصل ہو اور وہ خدا سے ان کی سفارش کر سکیں۔"



قارئین کرام! بھلا ان حضرات سے کوئی پوچھے مشرکین تو بتوں کی عبادت کرتے تھے کیا مسلمان اولیاء کی عبادت کرتے ہیں؟ یہ تو ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں یہ مسلمان تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں ہر نماز میں ۴۹ بار رب کائنات سے عرض کرتے ہیں "اھدنا الصراط المستقیم ۝ صراط الذین انعمت علیہم ۝" ان کلمات کے یہ معنی نہیں کہ یا اللہ ہمیں اپنے نقش قدم پر چلا بلکہ یہ مطلب ہے "اے ہمارے معبود! ہمیں اپنے پیارے انبیاء کرام علیہم السلام صدیقین شہداء اور صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر چلا تاکہ ہم تیرا قرب حاصل کر سکیں۔

سورہ توبہ میں خالق کائنات ﷻ فرماتا ہے: یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین ۝[۳] یعنی اے ایمان والو! اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

"سورہ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے واتبع سبیل من اناب الی" "اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہے"

سچوں کے ساتھ ہونے اور جو اللہ کی طرف جھکے ہوئے ہیں ان کے نقش قدم چلنے کا کیا مقصد ہے؟ یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کا قرب حاصل ہو۔ کیا ہمیں رب کائنات نے قرآن مجید میں کونوا مع الاصنام یا واتبع لات ومنات فرمایا ہے؟ بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے ہمیں اپنے پیاروں کی پیروی واطاعت اور نقش قدم پر چلنے کا حکم فرمایا ہے تاکہ ہمیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کا قرب حاصل ہو سکے تو مسلمان اس لئے اولیاء اللہ سے محبت کرتے ہیں تاکہ ان کی محبت سے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم راضی ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم ہمیں اپنی محبت اور قرب عطا فرمائے۔ جو اللہ والوں سے محبت کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم ان سے محبت فرماتا ہے ایسے لوگوں سے ڈرتے

---

[۳] التوبہ:۱۹

کہتے ہیں۔ ان اللہ قد احبک کما احببتہ فیہ' اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم تجھ سے محبت کرتا ہے جیسے تو نے اس سے محبت کی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟ جو کسی قوم سے محبت کرے اور ان سے ملا نہ ہو تو آپ ﷺ نے فرمایا المرء مع من احب ۵۔ "انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرے گا"۔

موحد مسلمان اولیاء اللہ سے اس لئے محبت کرتے ہیں کہ وہ مقرب بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں۔ ان کا ساتھ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ان کو پانی پلانا اور وضو کروانا بھی قیامت کے دن شفاعت کا ذریعہ ہوگا۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے دوست ہیں بت نہیں ہیں۔ بت کی دوستی حرام ہے۔ ولی اللہ سے دوستی حکم الٰہی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا یصف اھل النار فیمر بھم الرجل من اھل الجنۃ فیقول الرجل منھم یا فلان اما تعرفنی انا الذی سقیتک شربۃ وقال بعضھم انا الذی وھبت لک وضوءا فیشفع لہ فیدخلہ الجنۃ ۶۔ "دوزخی لوگ صف بستہ کھڑے ہوں گے تو جنتیوں میں سے ایک جنتی ان کے پاس سے گزرے گا تو ان میں سے ایک دوزخی کہے گا اے فلاں کیا تو مجھے پہچانتا نہیں؟ میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک گھونٹ پانی پلایا تھا اور کوئی دوسرا دوزخی کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے آپ کو وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ یہ جنتی اس کی شفاعت کرے گا پھر اسے جنت میں داخل کرے گا"

۵ بیہقی مسند احمد جلد ۳ ص ۲۴۲ الترغیب والترہیب جلد ۳ ص ۲۲۳ مرقاۃ جلد ۹ ص ۵۸ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۰۰۸ ۶ ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۶۸۵ کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۵۰ الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۷۰ قرطبی جلد ۲ ج ۳ حدیث نمبر ۵۰۰۲ شرح السنۃ جلد ۷ ص ۵۲۰۔



## ولیوں سے دوستی حکم الٰہی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون ۝ ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون ۝ ۷۔ تمہارے دوست نہیں مگر اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اور اس کے (پیارے) رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور رکوع (خشوع وخضوع) کرنے والے ہیں اور جو شخص اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) اور اس کے (پیارے) رسول (کریم رؤف ورحیم ﷺ) اور ایمان والوں سے دوستی کرے تو بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) ہی کا گروہ غالب ہے۔

حزب اللہ وہی ہے جس کا تعلق اللہ جل جلالہ، رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ اور مومنین سے ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم، نبی اللہ ﷺ اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے دن کام آئیں گے بت کسی کے کام نہیں آئیں گے۔

جو لوگ بتوں اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کو ایک ساتھ ملا کر بات کرتے ہیں اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی شفاعت کے منکر ہیں یہ وہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں غور نہیں کرتے کہ بت اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں کیا فرق ہے؟

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ فرماتے ہیں یشفع یوم القیامۃ ثلاثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشھداء ۸۔ قیامت کے دن تین جماعتیں شفاعت کریں گی انبیاء کرام علیہم السلام پھر علماء کرام (انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث یعنی اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ) اور شہداء

۷ سورۃ المائدہ ۵۵،۵۶ ۸ ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۳۱۳ کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۰۲ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۱۱ مرقاۃ جلد ۵ ص ۲۷۵ قرطبی جلد ۹ ج ۷ حدیث نمبر ۳۰۰

مزید اپنی شقاوت کے اظہار کے لئے ص ۲۲ پر من گھڑت تلبیس کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُوْنَ ۝ (سورۃ الاحقاف آیت ۵)

یعنی کون بڑا گمراہ ہے اس شخص سے جو پکارتا اور دعا کرتا ہے اللہ کے سوا اُن مُردوں سے جو اس کی دعا کو قبول نہیں کر سکتے قیامت تک بلکہ وہ مردہ ان لوگوں کی دعاؤں سے بے خبر ہیں۔

اس قرآن میں جو لوگ مُردوں سے دعائیں کرتے ہیں اُن کو سب سے بڑا گمراہ قرار دیا ہے اور یہ یاد رکھنا کہ یہاں جن لوگوں سے حاجتیں مانگی جاتی ہیں اُن کے لئے ایسے الفاظ ذکر ہیں جو ذی عقل انسانوں کیلئے مخصوص ہیں۔ یہ بُت نہیں کیونکہ بُت تو پتھر کے ہوتے ہیں وہ ذی عقل نہیں ہوتے اور مُردہ بزرگ ذی عقل ہوتے ہیں، اس لئے فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اِن مُردوں سے حاجتیں طلب کرتے ہیں اُن سے بڑا گمراہ کون ہو سکتا ہے؟

اس آیت مبارکہ میں بھی بت ہی مراد ہیں جنہیں لوگ اپنے معبود ٹھہراتے تھے جبکہ کوئی مسلمان کسی نبی ﷺ و ولی علیہ الرحمہ کی نہ تو پوجا کرتا ہے اور نہ ان کو معبود بناتا ہے۔

بلاشک وشبہ آیت مبارکہ میں لکڑی اور پتھر کے بتوں جھوٹے معبودوں کے پوجنے والوں کا ذکر ہے۔ درج ذیل تفاسیر کو ملاحظہ فرمائیں۔

بحرالمحیط جلد ۸ ص ۵۴، الکشاف جلد ۳ ص ۵۱۵ فتح القدیر جلد ۵ ص ۱۴، صاوی علی جلالین جلد ۴ ص ۶۴، النسفی جلد ۴ ص ۱۴۰، مراغی جلد ۹ جز ۲۶ ص ۷ (ای لا اضل ممن یعبد من دون اللہ اصناماً و یتخذھم الھۃ) ابی سعود جلد ۴ ص ۸۰۷، قرطبی جلد ۸ جز ۱۶ ص ۱۸۳، مظہری جلد ۸ ص ۳۹۴، روح البیان جلد ۲۸



ص ۲۳۳، تفسیر ابن جریر جلد ۷ ص ۲۰۰ (یعنی لا صنام) روح المعانی جز ۲۶ ص ۱۱ (مشرکین سے بڑھ کر کون گمراہ ہے جو بتوں کو معبود سمجھ کر پکارتے تھے) تفسیر کبیر جلد ۲۸ ص ۵-۱۴، ابن کثیر جلد ۴ ص ۱۳۷۔

"اس سے بڑھ کر کون گمراہ ہو سکتا ہے جو اللہ کو چھوڑ کر، اللہ کے سوا بتوں کو پکارے اور اُن سے وہ طلب کرے جس کی وہ طاقت ہی نہیں رکھتے بلکہ وہ اس سے بے خبر ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ وہ کسی چیز کو دے سکتے ہیں اس لئے کہ وہ پتھر ہیں۔ جمادات ہیں اور بہرے ہیں۔ مواہب الرحمن ۲۸ ص ۸۷۵۲ (یعنی جن معبودوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں اور اپنا دیوتا بناتے ہیں وہ تو اس قابل ہی نہیں کہ اس کی پکار کو سن سکیں کیونکہ وہ محض بے جان جمادات ہیں۔)

دعا کیوں؟ کے مصنف نے مسلمانوں کو کافر و مشرک ثابت کرنے کے لئے صفحہ نمبر ۲۳ پر سورۃ الانعام کی آیت نمبر ۷۱ لکھی ہے

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ آپ دنیا کے سامنے یہ اعلان کر دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو داتا اور مشکل کشا نہیں ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

قُلْ أَنَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا (سورۃ الانعام آیت ۷۱)

یعنی آپ کہہ دیں کہ کیا ہم دعا کریں اللہ کو چھوڑ کر اُن سے جو نہ ہم کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی ہم کو ضرر پہنچا سکتے ہیں۔

یہ کھلی تشریح کی ہے یہ اعلان اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اس لئے کرایا تا کہ مسلمان قیامت تک اپنے پیغمبر سے اس اعلان کو یاد رکھیں کہ کوئی بزرگ کسی انسان کو نفع پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی ضرر اور جو نفع و ضرر نہ پہنچا سکے وہ اس قابل نہیں کہ اس سے حاجتیں طلب کی جائیں اور اس کو داتا کہا جائے یا غوث اعظم کہا جائے (۔۔۔ ص)

پھر اپنے کریم پروردگار جل وعلا میں تو اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میری امت کا آخری فرد بھی جنت میں نہ پہنچ جائے۔ انصاف کرو یہ جہنم سے بچا لینا دفع ضرر ہوا یا نہیں؟ کیا جنت میں پہنچا دینا نفع رسانی ہوا یا نہیں؟ ہے اور یقین ہے۔ (ضیاء القرآن جلد ۲ ص ۱۱۰)

## اختیار مصطفی کریم رؤف ورحیم ﷺ

### حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا مانگو

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں رات کی گھڑیاں نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ کے بابِ رحمت میں گزارتا تھا (یعنی سفر میں رات کی خدمت خصوصیت سے میرے سپرد تھی۔ آستانہ مبارک میں رات بھر بیدار رہتا تھا۔ ایک شب حسب معمول تہجد کے وقت وضو (شریف) کے لئے پانی مسواک اور مصلیٰ لے کر خدمت قدس میں حاضر ہوا بعض نسخوں میں آیا ہے یعنی دیا کرتا تھا تو ایک رات شان کریمی کی جلوہ گری ہوئی اور دریائے رحمت جوش میں آیا۔ مجھے انعام دینے کا ارادہ فرمایا) میں آپ ﷺ کے پاس وضو اور دیگر ضروریات کے لئے پانی لایا تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا سَلْ "مانگو" فرماتے ہیں میں نے عرض کیا اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ "میں آپ (ﷺ) سے جنت میں آپ (ﷺ) کی رفاقت مانگتا ہوں۔" آپ ﷺ نے فرمایا اَوَغَیْرَ ذٰلِکَ "اس کے علاوہ اور کچھ" میں نے عرض کیا ھُوَ ذَاکَ "بس یہی (کافی ہے)" تو آپ ﷺ نے فرمایا فَاَعِنِّی عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَۃِ السُّجُوْدِ ۸۴ "تو زیادہ سجدے کر کے اپنے معاملہ میں میری مدد کر۔"

۸۴ مسلم جلد ۱ ص ۱۹۳، مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۶۰، مشکوٰۃ ص ۸۴، مرآۃ جلد ۲ ص ۸۳، نسائی حدیث نمبر ۱۱۳۸، جلد ۱ ص ۱۷۰، ابو داؤد جلد ۱ ص ۱۸۷



حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: ویؤخذ من اطلاقہ علیہ السلام الامر بالسؤال ان اللہ مکّنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق ۸۵ "رسول اللہ ﷺ نے جو مطلقاً فرمایا مانگو جو مانگنا ہے" اس سے معلوم ہوا کہ اللہ (عزوجل) نے آپ ﷺ کو خزانوں سے جو چاہیں عطا کرنے پر قادر فرما دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم نے دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ ﷺ کی ملک اور اختیار میں دے دی ہیں کہ جس کو جو چاہیں جتنا چاہیں (بشرط موافقت تقدیر) عطا فرما دیں۔

حضرت علامہ نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: للشارع ان یخص من العموم ما شاء "شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ عام احکام سے جس کو چاہے خاص فرما دے۔"

### حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کو عنایت

[illegible] سے بعد خطبہ شریف پڑھا اور ارشاد فرمایا مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا وَنَسَکَ نُسُکَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُکَ وَمَنْ نَسَکَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَتِلْکَ شَاۃُ لَحْمٍ "جس نے ہمارے جیسی نماز پڑھی اور ہمارے جیسی قربانی کی تو اس نے قربانی کی اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کر لی (تو وہ بکری قربانی نہ ہوگی) بلکہ گوشت کی ہوگی۔ یہ سن کر حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو نماز میں جانے سے پہلے قربانی کر دی اور میں یہ سمجھا کہ یہ دن کھانے پینے کا ہے تو میں نے جلدی کی میں نے خود بھی کھایا اور اپنے عیال اور ہمسایوں کو بھی کھلایا۔

۸۵ مرقاۃ جلد ۲ ص ۵۴۳

آپ ﷺ نے فرمایا تلک شاۃ لحم "یہ بکری تو گوشت کی بکری ہے" (اس کی قربانی نہیں ہوئی) حضرت ابو بردہ ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے پاس ایک بکری ہے جو جذعہ ہے (پورے سال کی نہیں ہے) وہ گوشت کے لحاظ سے دو بکریوں سے بہتر ہے۔ کیا میں اس کی قربانی کر سکتا ہوں؟ تو فرمایا نعم ولن تجزی عن احد بعدک ۸۳ "ہاں مگر تیرے سوا کسی کے لئے جائز نہیں" (کافی نہ ہوگی)۔

## حضرت خزیمہ بن ثابت ؓ کی گواہی

مصنف ابن ابی شیبہ و تاریخ بخاری و مسند ابی یعلیٰ و صحیح ابن خزیمہ و طبرانی میں حضرت خزیمہ ؓ اور حضرت حارث بن نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے فرماتے ہیں سیدِ عالم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا۔ وہ بیچ کر مکر گیا اور گواہ مانگا جو شخص آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے رسول اللہ ﷺ حق کے سوا کیا فرمائیں گے۔ اتنے میں (حضرت) خزیمہ ؓ بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ گفتگو سن کر بولے انا اشہد انک قد بایعتہ "میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے ہاتھ بیچا ہے۔" رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا (اے خزیمہ ؓ) تم موجود تھے ہی نہیں، تم نے گواہی کیسے دی؟ عرض کیا بتصدیقک یا رسول اللہ (وفی الثانی، صدقتک بما جئت بہ وعلمت انک لا تقول الا حقا (وفی الثالث) انا اصدقک علی خبر السماء والارض الا اصدقک علی الاعرابی ( ) "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں حضور (ﷺ) کی

۸۳ ابو داؤد جلد ۲ ص ۳۶ بخاری جلد ۲ ص ۸۳۲۔ نسائی جلد ۲ ص ۲۰۲ تلخیص الحبیر جلد ۴ ص ۱۳۹۔ کنز العمال حدیث ۱۲۱۸۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۸۲۔



تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں۔ (۲) میں حضور (ﷺ) کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا اور یقین جانا کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم (ﷺ) حق ہی فرمائیں گے۔ (۳) میں آسمان و زمین کی خبروں پر حضور (ﷺ) کی تصدیق کرتا ہوں۔ کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں؟ اس کے انعام میں حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مردوں کی شہادت کے برابر فرما دی اور ارشاد فرمایا شہد لہ خزیمۃ او شہد علیہ فحسبہ ۸۴
"خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک انہیں کی شہادت بس ہے۔" اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے قرآن عظیم کے حکم عام واشہدوا ذوی عدل منکم سے خزیمہ ؓ کو مستثنیٰ فرما دیا۔ یہ بھی حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے اختیار کا ثبوت ہے۔

## حضرت علی ؓ کو حالت جنابت میں مسجد میں آنے کی اجازت

حضرت ابو سعید ؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ نے امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا

یا علی لا یحل لاحد ان یجنب فی ہذا المسجد غیری وغیرک ۸۵

"اے علی (ؓ) میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں حالت جنابت میں داخل ہو"۔ ہر چیز کا مالک حقیقی صرف اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے اس کی عطاء کے بغیر کوئی ایک ذرہ اور ایک قطرہ کا بھی مالک نہیں پھر اس کریم مالک الملک نے مومن اور غیر مومن سب کو اپنی چیزوں کا مالک بنا دیا ہے۔ بندوں کی

۸۴ مصنف عبد الرزاق جلد ۸ ص ۳۶۷ حدیث نمبر ۱۵۵۶۶، ۱۵۵۶۵ ۸۵ ترمذی حدیث نمبر ۳۷۲۷ سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۶۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۰۸۹ کنز العمال حدیث ۳۲۸۸۵ مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۴۵۳۔

# میّت بولتی اور سنتی ہے

میت کے بولنے اور سننے کے بارے میں عوام الناس میں بغیر علم کے گرما گرم بحث ہوتی رہتی ہے۔ عوام الناس کی بہتری کے لئے تحریر ہے کہ علم ہو تو بحث کرنی چاہئے بغیر علم والے کو بے علم سے بحث نہیں کرنی چاہئے بلکہ اسے حکمت، خدا ترسی اور خیر خواہی کے نظریے سے سمجھنا چاہئے۔ یہ موضوع کہ کیا میت بولتی بھی ہے اور سنتی بھی ہے؟ سمجھنے اور سمجھانے والا موضوع ہے۔ جس پر شرک و کفر کے فتوے اور قتل و غارت کی ضرورت نہیں بلکہ تفہیم و تعلیم کی ضرورت ہے۔ مطالعہ اور ملاحظہ فرمائیں!

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے صحیح بخاری شریف کی "کتاب الجنائز" میں ایک باب باندھا ہے بابُ قَوْلِ الْمَیِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجِنَازَةِ قَدِّمُوْنِیْ[1] وحید الزماں صاحب جو غیر مقلدین کے امام ہیں انہوں نے اس باب کا ترجمہ کیا ہے "باب نیک میت کھاٹ پر سے ہی کہتی ہے مجھے آگے لے چلو" (جلد [illegible]) اسی طرح "کتاب الجنائز" میں ایک اور باب باندھا ہے بابُ کَلَامِ الْمَیِّتِ عَلَى الْجِنَازَةِ "باب میت کا کھاٹ پر بات کرنا" ایک اور باب باندھا ہے حَمْلُ الرِّجَالِ الْجِنَازَةَ دُوْنَ النِّسَاءِ "باب جنازہ مرد اٹھائیں نہ کہ عورتیں"۔ پہلے باب میں امام بخاری علیہ الرحمہ نے عبد اللہ بن یوسف کی سند سے دوسرے باب میں قتیبہ بن سعید کی سند سے اور تیسرے باب میں عبد العزیز بن عبد اللہ کی سند سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے حدیث مبارک نقل کی ہے فرماتے ہیں

(ترجمہ) "رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب مردہ کھاٹ پر رکھا جاتا ہے پھر مرد اس کو اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے قَدِّمُوْنِیْ قَدِّمُوْنِیْ 'مجھے آگے لے چلو' 'مجھے آگے لے چلو' اور اگر نیک نہیں ہوتا تو اپنے لوگوں سے کہتا ہے یَا وَیْلَهَا اَیْنَ یَذْهَبُوْنَ بِهَا 'ہائے خرابی مجھے

[1] بخاری جلد ۱ ص ۱۷۶



کہاں لئے جاتے ہو؟ اس کی آواز ہر ایک مخلوق سنتی ہے صرف ایک انسان ہی نہیں سنتا اگر سن لے تو بے ہوش ہو جائے"۔ (اگر انسان میت کی آوازیں سن لیں تو اس کی ہیبت سے بے ہوش ہو جائیں اور یہ بعید نہیں کہ مر جائیں)۔

اس حدیث شریف کی تشریح کرتے ہوئے وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں "دہشت کے مارے دم نکل جائے یہ بھی اللہ کی حکمت ہے ورنہ آدمی بھی اس کی آواز سن کر پھر ایمان بالغیب نہ رہتا"۔ (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۸۰ سن وطبع) اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کی شان ہے کہ بہشت وجماعت جن کو لوگ بریلوی کہتے ہیں ان کا ایمان بالغیب ہے وہ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کے ارشادات پر یقین رکھتے ہیں

حدیث شریف میں اِذَا وُضِعَتِ الْجِنَازَةُ آیا ہے۔ اس عبارت میں یہ احتمال ہے کہ جنازہ سے مراد "نفس میت" اور وضع سے مراد اس کو چارپائی پر رکھنا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم قادر مطلق ہے کہ جب چاہے میت میں نطق (بولنے کی قوت) پیدا کرے اور وہ انسان کی زبان سے بولے (نطق کرے)۔ قَدِّمُوْنِیْ کا مطلب یہ ہے کہ میرے نیک اعمال کے ثواب لینے مجھے آگے لے چلو اور حدیث شریف میں "یَسْمَعُ" کا لفظ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ میت کا بولنا حقیقت پر مبنی ہے مجاز نہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم جب چاہے میت میں بولنے کی طاقت پیدا کر سکتا ہے اور کافر اور منافق یہ جانتا ہے کہ اس نے کوئی نیک کام نہیں کیا اور اس کا آگے جانا مصائب اور صعوبات میں داخل ہونا ہے اس لئے وہ "مت جاؤ" کہتا ہے اور واویلا کرتا ہے اور اس کا یہ واویلا اگر انسان سن لیں تو اس کی دہشت سے بے ہوش ہو جائیں"

مذکورہ بالا حدیث شریف مندرجہ ذیل کتابوں میں بھی دیکھی جا سکتی ہے

(۱) مسند احمد جلد ۳ ص ۱۵۸ (چھاپہ دار الفکر بیروت)

(۲) السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۴ ص ۲۱ (چھاپہ دار المعرفة بیروت)

[1] تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۸۰ سن وطبع۔

ہے اور ابن عبد البر نے "کتاب الاستذکار" میں اور "تمہید" میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت بیان کی ہے ابن قیم الجوزی نے "کتاب الروح" میں لکھا ہے۔

ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے "یہ بات رسول کریم رؤف رحیم ﷺ سے ثابت ہے آپ ﷺ نے فرمایا "جو مسلمان کسی ایسے مسلمان کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جسے وہ زندگی میں جانتا تھا اور اس پر سلام کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اس کی روح لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے"۔ ⑨

صاحب مشکوٰۃ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ بحوالہ صحیح مسلم "کتاب الجنائز" کے باب **دفن المیت** "کی دوسری فصل میں نقل فرمایا ہے لکھتے ہیں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "انہوں نے اپنے فرزند سے بحالت موت فرمایا "جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے ساتھ نہ کوئی نوحہ کرنے والی جائے اور نہ آگ جب تم مجھے دفن کر لو تو مجھ پر مٹی ڈالنا پھر میری قبر کے ارد گرد اس قدر یعنی اتنی دیر کھڑے رہنا جتنی دیر اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تقسیم کیا جائے تاکہ تم سے مجھے انس ہو اور جان لوں کہ میں رب کے فرشتوں کو کیا جواب دوں؟"۔

## مرنے کے بعد کلام:

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

ان کا نسب یوں ہے۔ زید بن ثابت بن ضحاک بن حارثہ بن ثعلبہ۔ انہی کو زید بن خارجہ خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ یہ ابن مندہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے "ذکر اصحابہ" میں بیان کیا ہے لیکن ٹھیک یہ ہے کہ زید بن خارجہ بن ابی زہیر الانصاری الخزرجی رضی اللہ عنہ ہیں۔ بدر میں شامل ہوئے اور (حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ) کی

⑨ کتاب الروح ص ۵، ابن کثیر جلد ۳ ص ۵۰۳-۳۲۵، مشکوٰۃ ص ۱۴۹، مرآۃ جلد ۲ ص ۴۹۷، مسلم جلد ص ۷۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۹۸، کتاب الروح ص۔



خلافت میں وفات پائی۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے وفات کے بعد بھی گفتگو کی ہے جیسا ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ و ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ بعد مرگ کلام کرنے والے خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے مگر پہلا قول صحیح ہے واللہ اعلم۔

مذکورہ واقعہ ابن تیمیہ کے شاگرد ابن قیم الجوزی نے اپنی کتاب "جلاء الافہام" میں لکھا ہے۔

جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (چھاپہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۴ (چھاپہ المکتبۃ ... القاہرہ)

جلاء الافہام فی الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام ص ۱۱ (المکتبۃ النوریۃ الرضویۃ ... گلبرگ فیصل آباد)

کتاب تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۳۵۳ (چھاپہ دار الفکر بیروت)

مذکورہ بالا روایت کا ترجمہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری صاحب غیر مقلد کی ترجمہ شدہ کتاب "الصلوٰۃ والسلام علی خیر الانام" ص ۵ (چھاپہ ادارہ ... اہلحدیث ... مصطفیٰ آباد لاہور) سے من وعن پیش کیا گیا ہے۔

## حضرت امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

حضرت امام بخاری علیہ الرحمہ نے بخاری شریف کے حصہ "کتاب الجنائز" میں ایک باب باندھا ہے باب **المیت یسمع خفق النعال** (ترجمہ: مردہ لوٹ کر جانے والوں کے قدموں کی آواز سنتا ہے)

وحید الزمان صاحب نے تیسیر الباری جلد ۲ ص ۲۹۵ پر اس باب کے حاشیہ میں لکھا ہے ابن منیر نے کہا امام بخاری علیہ الرحمہ نے یہ باب اس لئے قائم کیا کہ دفن کے آداب کا خیال رکھیں اور شور و غل اور زمین پر زور کے ساتھ چلنے سے پرہیز کریں جیسے زندہ سوتے آدمی کے ساتھ کرتا ہے۔ مترجم کہتا ہے اس حدیث سے بھی سماع موتیٰ ثابت ہوتا ہے جو اہلحدیث کا مذہب ہے۔ (من وعن)

(۷) مسلم جلد ۲ ص ۳۸۷۔

(۸) مسند احمد جلد ۱ ص ۲۷۔

## سماع موتیٰ کے سلسلہ میں غزوۂ بدر کا تفصیلی واقعہ

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی رؤف و رحیم ﷺ نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کی لاشوں کو بدر کے کنوؤں میں سے ایک گندے ناپاک (کرنے والے) کنویں میں پھینک دینے کا حکم فرمایا اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کا یہ قاعدہ تھا جب کسی قوم پر غالب آتے تو تین راتیں انہی کے مقام میں گزارتے۔ بدر میں بھی تین دن رہے تیسرے دن آپ ﷺ کے حکم سے اونٹنی پر زین کس گیا پھر آپ ﷺ چلے آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی چلے۔ وہ سمجھے شاید نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کسی کام سے جا رہے ہیں۔ خیر چلتے چلتے آپ ﷺ اس کنویں کی منڈیر پر کھڑے ہو گئے اور قریش کے کافروں کو نام بنام آواز دینے لگے ان کا نام لیتے اور اُن کے باپوں کا فرماتے یا فلاں فلاں کے بیٹے یا فلاں فلاں کے بیٹے "اب تم کو یہ اچھا لگتا ہے کہ تم اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) اور اس کے رسول (ﷺ) کا فرمان مان لیتے ہم سے تو جس ثواب اور اجر کا ہمارے مالک نے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پا لیا۔ تم سے جس عذاب کا پروردگار نے وعدہ فرمایا تھا تم نے وہ پایا کہ نہیں؟" [(حضرت) ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ) نے] کہا یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ ان لاشوں سے باتیں کرتے ہیں جن میں جان نہیں (بھلا یہ کیا سنیں گے؟) آپ ﷺ نے فرمایا قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں (حضرت) محمد (ﷺ) کی جان ہے میں جو باتیں کر رہا ہوں تم اُن کو ان سے زیادہ نہیں سنتے ان ہی کے برابر سنتے ہو"۔

مذکورہ بالا حدیث شریف مندرجہ ذیل کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔



(۱) بخاری کتاب المغازی جلد ۲ ص ۵۶۶۔

(۲) مسند احمد جلد ۱ ص ۲۷۔

(۳) مجمع الزوائد جلد ۶ ص ۹۶۔

(۴) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۳ ص ۳۷۹

(۵) نسائی جلد ۱ ص ۲۹۳۔

مندرجہ بالا تمام احادیث مبارکہ پر غیر مقلدین کے امام وحید الزماں نے اپنی قوم کو غور و فکر کی دعوت دی ہے اور اُن کے تعصب اور تنگ نظری، انکار حدیث پر زجر و توبیخ کی ہے۔ موصوف کے تبصرے من وعن پیش کئے جاتے ہیں۔

## غزوۂ بدر کے مردوں اور کفار کے مردوں سے گفتگو پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

(۱) "اس حدیث سے صاف سماع موتیٰ کا ثبوت ہوتا ہے (اہل حدیث اس پر متفق ہیں) اور جب سماع موتیٰ ہوا تو حیات بھی ہوئی اگر حیات نہ ہوتی تو عذاب قبر کس پر ہوگا" (تیسیر الباری جلد ۲ ص ۳۴۳) [بریکٹ والی عبارت بھی اس تبصرہ کی ہے لیکن یہ جھوٹ ہے کیونکہ اہلحدیث رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور صحیح بخاری شریف کا انکار کرتے ہوئے سماع موتیٰ کا انکار کرتے ہیں۔]

(۲) "مردے زندوں کا کلام سنتے ہیں اور بے شمار حدیثیں اس باب میں وارد ہیں جس کو امام سیوطی نے "شرح الصدور" میں نقل کیا ہے۔ اگر مردے سنتے نہ ہوتے تو پھر قبرستان میں جا کر سلام کیوں مشروع ہوتا" (تیسیر الباری جلد ۵ ص ۲۵۰)

(۳) "مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو باوصف دعوائے اہلحدیث ہونے کے سماع موتیٰ کی ہر حدیث کی تاویل کرتے ہیں کہ فرشتے منکر نکیر چونکہ آنے والے

## مُردوں اور زندوں میں فرق

جو شخص قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کو مانتا ہے وہ ہر فوت ہونے والے کو مُردہ نہیں کہہ سکتا۔ ایسا وہی شخص کہہ سکتا ہے جو قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کا مطالعہ نہیں کرتا یا منکر ہے۔ کیونکہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء وصال و شہادت کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں۔

بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ (بقرۃ ۱۵۴)

"بلکہ وہ زندہ ہیں اور تم شعور نہیں رکھتے۔"

بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝ (آل عمران ۱۶۹)

"بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں۔"

مزید یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم ارشاد فرماتا ہے جو ہماری راہ میں شہید ہو جائیں انہیں وَلَا تَقُوْلُوْا اور وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ یعنی تو انہیں مردہ کہنا ہے، اور نہ ہی مُردہ گمان کرنا۔

نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ فرماتے ہیں انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں۔

(۱) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا: اَلْاَنْبِيَآءُ اَحْيَآءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ [۱] "انبیاء کرام (علیہم السلام) اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔"

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى علیہ السلام لَيْلَةَ اُسْرِيَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ [۲] "معراج کی شب جب میں (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کی

---

[۱] مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۱۱، ابن کثیر جلد ۳ ص ۷، شرح السنہ جلد ۷ ص ۳۰۴، مسلم جلد ۲ ص ۲۶۸، جامع صغیر جلد ۳ ص ۵۳، حاوی جلد ۲ ص ۲۷، دلائل النبوۃ جلد ۲ ص ۳۸۷، سیرۃ النبی جلد ۳ ص ۳۸۴، خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۱۶۸، ۱۵۶، در منثور جلد ۵ ص ۲۱، کنز العمال جلد ۱۲ ص ۵۰۵، ۳۹۶۔



قبر انور کے قریب سے گزرا تو میں نے انہیں قبر میں نماز پڑھتے پایا۔

## انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو مٹی نہیں کھاتی

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ اٰدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلٰوةِ فِيْهِ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلٰوتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ بَلِيْتَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ [۳] "تمہارے بہترین دنوں میں افضل دن جمعۃ المبارک کا دن ہے۔ اس میں (حضرت) آدم (علیہ السلام) پیدا ہوئے اسی میں وفات دیے گئے اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں بے ہوشی ہے۔ لہذا اس دن میں مجھ پر درود (شریف) زیادہ پڑھو۔ کیونکہ تمہارے درود (شریف) مجھ پر پیش ہوں گے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا آپ (ﷺ) تو رمیم ہو چکے ہوں گے (یعنی گل چکے ہوں گے) آپ (ﷺ) نے فرمایا اللہ (تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم) نے زمین پر انبیاء (کرام علیہم السلام) کے جسم حرام کر دیے ہیں"۔ (زمین ان کے اجسام ہرگز نہیں کھا سکتی)

## اللہ ﷻ کے انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول کریم رؤف و رحیم ﷺ نے فرمایا اَكْثِرُوا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاِنَّ اَحَدًا لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ اِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلٰوتُهٗ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهَا قَالَ قُلْتُ وَبَعْدَ الْمَوْتِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى

---

[۳] مشکوٰۃ ص ۱۲۰، مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۲۲، ابوداؤد حدیث نمبر ۱۰۴۷، نسائی حدیث نمبر ۱۳۷۵، ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۰۸۵/۱۶۳۷، دارمی جلد ۱ ص ۳۷۵، مسند احمد جلد ۴ ص ۸، مرقاۃ جلد ۳ ص ۲۰۸

الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق ۔

جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھو کیونکہ یہ حاضری کا دن ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ مجھ پر کوئی درود (شریف) نہیں بھیجتا مگر وہ درود (شریف) مجھ پر پیش ہوتا ہے حتیٰ کہ اس سے فارغ ہو جائے۔ راوی فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ (ﷺ) کے وصال کے بعد بھی؟ فرمایا (ہاں) بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) نے زمین پر انبیاء (کرام علیہم السلام) کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے نبی (کرام علیہم السلام) زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے ہیں۔ درود شریف پیش کرنے سے یہ مراد نہیں کہ درود شریف پہنچانے والا سارے درود کا تھیلا بنا کر حضور ﷺ کے پاس پہنچاتا ہے بلکہ کروڑوں مسلمان درود شریف پڑھتا ہے تو یہ فرشتہ سب کو گنبد خضریٰ کے درمیان پہنچائے گا اور ہر ایک کا درود شریف علیحدہ علیحدہ پیش کرے گا۔

حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ایوب علاف نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے سعید بن ابی مریم نے بیان کیا وہ خالد بن یزید سے وہ سعید بن ابی ہلال سے اور وہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے فرمایا: اَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ يَوْمٌ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّيْ عَلَيَّ اِلَّا بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِيْ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ ۔

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۶۳۷ مشکوٰۃ ص ۱۲۱، مرآۃ جلد ۲ ص ۳۲۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۴۹، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۱۲۲، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۴۹۸، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۹۰، مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۲ ص ۵۱۷ ۔ (مرقاۃ) مرآۃ جلد ۲ ص ۳۲۲ ۔ جلاء الافہام ص ۵۲ (چھاپہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)



"جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرو یہ یوم مشہود ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جو بندہ مجھ پر درود (شریف) بھیجتا ہے اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے وہ جہاں بھی ہو۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کیا آپ (ﷺ) کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں! میری وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیاء کرام (علیہم السلام) کے جسموں کو کھائے۔"

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں یہ کہیں نہیں بیان کہ فوت شدہ سنتے نہیں ہیں اور ان کو پکارنا شرک ہے۔ پکار وہی شرک ہوتی ہے جس پکار میں جس کو پکارا جا رہا ہو اسے الٰہ و معبود سمجھا جائے۔ مطلقاً پکارنا منع نہیں ہے۔ قرآن مجید میں جس بات کی ممانعت ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کے سوا کسی کو الٰہ نہ بنایا جائے اور نہ ہی الٰہ مان کر مدد طلب کی جائے۔ مطلقاً پکارنا یا مخلوق سمجھ کر پکارنا منع نہیں ہے۔ ممانعت جس بات کی ہے وہ یہ ہے کہ

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (القصص ۸۸)

"اور نہ پکارو نہ پوجو اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم) کے ساتھ دوسرے الٰہ کو، اس کے سوا کوئی معبود نہیں"۔

## مختلف تراجم ملاحظہ فرمائیں!

(۱) اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو مت پکارو اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(ثناء اللہ امرتسری صاحب)

(۲) اور اللہ کے سوا کسی معبود کو نہ پکارنا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(اشرف علی تھانوی صاحب)

(۳) اور اللہ کے سوا کسی معبود کو نہ پکار بیٹھو کوئی معبود نہیں اس کے سوا۔

(عبد الماجد دریابادی صاحب)

(۴) اور مت پکار ساتھ اللہ تعالیٰ کے معبود اور کوئی نہیں کوئی معبود مگر وہ۔

(شاہ رفیع الدین صاحب)

(۵) اور اللہ کے سوا کسی دوسرے خدا کو مت پکار اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے۔ (سب اس کے بندے اور غلام ہیں) (وحید الزمان صاحب)

(۶) ورنہ کبھی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارو کیونکہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ (ڈاکٹر محمد عثمان صاحب)

(۷) اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو اللہ نہ بنالو اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

(حکیم محبوب احمد شیخ)

(۸) اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن)

(۹) اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو آپ نہ پکاریں کیونکہ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ (تفسیر مظہری مترجم)

(۱۰) اور نہ پکارو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں کوئی معبود بجز اس کے۔

(ضیاء القرآن جلد ۳ ص ۵۱۴)

(۱۱) اور خدا کے ساتھ کسی اور کو معبود (سمجھ کر) نہ پکارنا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (فتح محمد جالندھری صاحب)

(۱۲) اور اللہ کے ساتھ دوسرا خدا کو نہ پوج اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب)

(۱۳) اور اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم) کے ساتھ دوسرے معبود (باطل) کی پرستش نہ کرو اس کے علاوہ کوئی معبود (برحق) نہیں ہے۔ (پیر محمد یوسف علی نگینہ صاحب)

(14) And cry not unto any other god along with A. ah there is no god save h m

(پکتھال)



(15) And do not ca l any other gods together with Allah there s no god but Him

(ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی، قادری، نوشاہی)

(16) And ca not besides another there s not god but He (عبداللہ یوسف علی)

17) And do not worship any other god along with Allah; there s no god save Him

(منیر احمد یوسفی)

علاوہ ازیں تفسیر ابن عباس ص ۲۳۵ تفسیر جلالین جلد ۳ ص ۲۱۵ تفسیر ابن جریر جز ۲۰ ص ۱۲۷ میں بھی ہے ولا تعبدوا من دون الله احد "اور اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔"

مذکورہ بالا تمام مترجمین نے قرآن مجید کی آیت مبارک کا جو ترجمہ کیا ہے اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے فرمان کا معنیٰ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ کے ساتھ کسی دوسرے الٰہ کو مت پکارو یا مت پوجو۔ صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ "کسی دوسرے کو مت پکارو" بلکہ یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ کسی کو الٰہ سمجھ کر نہ پکارا جائے۔

پکار مختلف قسم کی ہے مثلاً اللہ تبارک وتعالیٰ کا مخلوق کو پکارنا، مخلوق کا اللہ تبارک وتعالیٰ کو پکارنا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کا امتوں کو پکارنا، امتوں کا انبیاء کرام علیہم السلام کو پکارنا، مخلوق کا مخلوق کو پکارنا، حاضر کا حاضر کو پکارنا۔ ان پکاروں میں کسی عقلمند کو اختلاف نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے اگر اختلاف پیدا کیا ہے تو اس میں کہ حاضر غائب کو نہیں پکار سکتا اور زندہ وفات شدہ کو نہیں پکار سکتا۔ اگر پکارے گا تو شرک و بدعت ہوگا یہ اختلاف قرآن پاک اور حدیث پاک پر نظر کی کمی سے پیدا ہوا ہے۔ غائب کو پکارنا اگر شرک و بدعت ہوتا تو حضرت فاروق اعظم ؓ حضرت ساریہ ؓ کو نہ پکارتے

جو ایران میں نہاوند کے علاقہ میں مصروفِ جہاد تھے جیسا کہ مشکوٰۃ باب الکرامات ص ۵۴۶، بحوالہ بیہقی فی دلائل النبوۃ و تاریخ الخمیس ص ۸۵ وغیرہ میں ہے (یا ساریۃ الجبل)

## سرکارِ کائنات ﷺ کو پکارنا

سرکارِ کائنات ﷺ کو وصال کے بعد حرفِ ندا "یا" کے ساتھ مدد کے لئے پکارنا بروایت سندِ صحیح ثابت ہے۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں قحط واقع ہو گیا ایک صاحب حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کے مزارِ پُر انوار پر حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ استسق لامتک فانھم قد ھلکوا

"یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کے لئے پانی مانگئے کیونکہ وہ ہلاک ہوتی جا رہی ہے" فاتی الرجل فی المنام "تو یہ مرد (یعنی حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ) کی خواب میں آئے۔ الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۶۴ (بیروت) میں ہے۔ فاتاہ النبی ﷺ فی المنام (خواب میں نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا: ائت عمر فمرہ ان یستسقی للناس فانھم سیسقون وقل لہ علیک الکیس الکیس فاتی الرجل عمر فاخبرہ قال فبکی عمر وقال یا رب ما آلو الا ما عجزت عنہ

"(حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ لوگوں کے لئے بارش کی دعا کریں۔ انہیں بارش مل جائے گی اور انہیں کہو احتیاط کا دامن مضبوطی

فتح الباری شرح بخاری جلد ۲ ص ۴۹۵ باب سوال الناس الامام الاستسقاء اذا قحطوا (چھاپہ: الکتب العلمیہ بیروت لبنان) مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۲ ص ۳۲، الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۶۴۔



سے پکڑے رہو۔ وہ صاحب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا راوی کہتے ہیں کہ (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) رو دیئے۔ عرض کیا یا اللہ (جل جلالک) میں اپنی بساط بھر کوتاہی نہیں کرتا۔"

اسی طرح مصیبت اور تکلیف کے وقت پکارنے کے بارے میں "الادب المفرد" ص ۱۴۲ عربی چھاپہ بیروت سطر نمبر ۴ زیر عنوان "باب ما یقول الرجل اذا خدرت رجلہ" لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک آدمی نے انہیں کہا کسی ایسے انسان کو یاد کیجئے جس کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت ہے تو انہوں نے پکارا "یا محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی تکلیف دور ہو گئی) لیکن کتنا عجیب و غریب مسئلہ ہے کہ ایک کلمہ گو وہ ہے جس کو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہنے سے شفا حاصل ہوتی ہے اور ایک کلمہ گو وہ ہے جس کو یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سننے سے بھی تکلیف ہوتی ہے۔

## وصال کے بعد قبرِ انور پر حاضری اور گناہوں کی بخشش کے لئے پکار اور دعا

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝ [۹]

"اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ﷺ) کے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ (تبارک و تعالیٰ) سے معافی چاہیں اور رسول کریم رؤف و رحیم (ﷺ) ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ (تبارک و تعالیٰ) کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔"

دیوبندی مکتبِ فکر کے مفسر مفتی محمد شفیع صاحب نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے "حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری جیسے آپ کی دنیوی حیات کے زمانہ

۹) النساء، ۶۴۔

میں ہوسکتی تھی کسی طرح آج بھی روضہ قدس پر حاضری اسی حکم میں ہے۔ (مس بل
تفسیر قرطبی (رہ دکام القرآن) میں ہے عن علیؓ قال قدم علینا
اعرابیٌ بعد ما دفنا رسول اللہ ﷺ بثلاثۃ ایام فرمی بنفسہ
علی قبر رسول اللہ ﷺ وحثا علی راسہ من ترابہ فقال قلت
یا رسول اللہ سمعنا قولک ووعیت عن اللہ فوعینا عنک
وکان فیما انزل اللہ علیک (ولو انھم اذ ظلموا انفسھم) الآیۃ
وقد ظلمت نفسی وجئتک تستغفر لی فنودی من القبر انہ
قد غفر لک [۱]

"(امیر المومنین حضرت سیدنا) علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) سے فرمایا
جب ہم نے رسول (کریم رؤف رحیم ﷺ) کو دفنا دیا تو ہمارے دفنانے کے تین
روز بعد ایک عرابی آپ (ﷺ) پاس آیا اور (فرط رنج وغم سے) قبر انور کے پاس
آکر گر گیا اور خاک پاک کو اپنے سر پر ڈالا اور عرض کرنے لگا کہ اللہ (تبارک و
تعالیٰ) کے رسول (کریم رؤف رحیم ﷺ) جو آپ (ﷺ) نے فرمایا ہم نے
سنا جو آپ ﷺ نے اپنے رب سے سیکھا وہ ہم نے آپ (ﷺ) سے سیکھا۔
کیا ہی یہ آیت مبارک بھی تھی ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءُوک
فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما ○
میں نے اپنی جان پر بڑے ظلم کئے اب میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں
اے سراپا شفقت و رحمت! میری مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔ (اس وقت جو
لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ) اس کے جواب میں قبر انور سے آواز آئی قد
غفرلک تجھے بخش دیا گیا ہے۔ [۲]

---

[۱] تفسیر معارف القرآن جلد ۲ ص ۴۵۹ مطبوعہ ادارہ معارف ... قرطبی جلد
۳ جز ۵ ص ... بحر المحیط جلد ۳ ص ۲۹۶، تفسیر ... جلد ۱ ص ۲۶۱۔ [۲] تفسیر معارف القرآن
جلد ۲ ص ...، ضیاء القرآن جلد ۱ ص ۳۵۹، تفسیر ... جلد ۵ ص ۳۲۲، تفسیر خزائن العرفان ... آیت۔



## حضرت اسرافیل علیہ السلام کا مُردوں کو پکارنا

ومن آیٰتہٖ ان تقوم السماء والارض بامرہٖ ثم اذا دعاکم
دعوۃً من الارض اذا انتم تخرجون ○ (الروم: ۲۵)
"اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں پھر
جب تمہیں زمین سے ایک پکار دے گا جبھی تم (زندہ ہو کر قبروں سے) نکل پڑو گے۔

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مُردوں کو پکارنا

"حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے دکھا تو
مردوں کو کیسے زندہ فرمائے گا؟ فرمایا کیا تجھے یقین نہیں۔ عرض کیا یقین تو ہے مگر میں
یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے۔ فرمایا تو چار پرندے لے کر اپنے ساتھ
ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے۔ ثم ادعھن یاتینک سعیا
واعلم ان اللہ عزیز حکیم ○ [۳] "پھر انہیں پکار وہ آپ کے پاس چلے
آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم)
غالب حکمت والا ہے"

ذبح شدہ، قیمہ شدہ پرندوں کو اللہ جل شانہٗ کے نبی علیہ السلام نے پکارا بلکہ حکم
خداوندی سے پکارا۔ اگر وصال شدہ ہستیوں اور بزرگوں کو پکارنا شرک ہوتا تو اس قیمہ
شدہ پرندوں کو پکارنا بھی شرک ہوتا۔ کیا اللہ رب العزت شرک کی دعوت دے سکتا
ہے؟ کیا وہ نبی جو شرک کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کے لئے مبعوث ہوئے وہ شرک کیا
کرسکتے ہیں؟ افلا تعقلون۔

یاد رکھیں اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم جس بات کی ممانعت فرماتا ہے
وہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ کے ساتھ کسی کو "معبود" عبادت سے

---

[۳] البقرہ ۲۶۰

تعالیٰ کے خلاف لکھا ہے۔

جبکہ مفسرین کرام نے محولہ بالا آیتِ مبارک کی تشریح میں لکھا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے مراد معبودانِ باطل یعنی لکڑی اور پتھر کے بت ہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب بندے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہٗ الکریم کے اِذن سے پرندے بنا سکتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں قرآن مجید میں بیان ہے:

## تفسیر ابنِ کثیر میں ہے:

اس آیتِ مبارک میں اُن کی کمزوری بیان ہو رہی ہے جن کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے۔ نیز اُن کے پجاریوں کی کم عقلی بیان ہو رہی ہے جو لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا بتوں کی عبادت کرتے ہیں اُن کی ایک مثال نہایت عمدہ اور بالکل مطابق واقعہ بیان ہو رہی ہے ذرا توجہ سے پڑھو کہ

اَیْ لَوِ اجْتَمَعَ جَمِیْعُ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْدَادِ عَلٰی اَنْ یَقْدِرُوْا عَلٰی خَلْقِ ذُبَابٍ وَاحِدٍ وَمَا قَدَرُوْا عَلٰی ذٰلِکَ [۱]

"اُن کے تمام بت اور جنھیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک ٹھہرا کر پوج رہے ہیں اگر یہ جمع ہو جائیں اور ایک مکھی بنانا چاہیں تو سارے عاجز آ جائیں گے اور ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے۔"

عَنْ عِکْرَمَۃَ رضی اللہ عنہ قَوْلَہٗ (اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ) اِلٰی قَوْلِہٖ (لَا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ) قَالَ: اَلْاَصْنَامُ [۲]

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" بے شک جنھیں تم اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے ہو سے لے کر۔۔۔۔۔ وہ مکھی سے چھڑا نہیں سکتے تک سے مراد 'بت' ہیں"

---

[۱] ابنِ کثیر جلد ۳ ص ۲۰۲۔ [۲] درمنثور جلد ۶ ص ۷۵۔



## تفسیر مدارک میں ہے:

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سے مراد آلِھَۃٌ بَاطِلَۃٌ [۳] یعنی "معبودانِ باطل" ہیں۔

## تفسیر طبری میں ہے:

(اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا) اِنَّ جَمِیْعَ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنَ الْاٰلِھَۃِ وَالْاَصْنَامِ لَوْ جُمِعَتْ لَمْ یَخْلُقُوْا ذُبَابًا. "کہ یہ تمام جھوٹے معبود اکٹھے ہو جائیں تو مکھی نہیں بنا سکتے۔" وَاِنْ یَّسْلُبْھُمُ الذُّبَابُ شَیْئًا لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ یَقُوْلُ وَاِنْ یَّسْلُبِ الْاٰلِھَۃَ وَالْاَوْثَانَ الذُّبَابُ شَیْئًا مِّمَّا عَلَیْھَا مِنْ طِیْبٍ وَمَا اَشْبَھَہٗ مِنْ شَیْءٍ لَّا یَسْتَنْقِذُوْہُ مِنْہُ [۴]

"اور اگر اِن معبودانِ باطل اور بتوں سے مکھی کوئی چیز چھین کے لے جائے تو اُس سے چھڑا نہیں سکتے۔"

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَھَا اَیُّھَا الْکُفَّارُ اٰلِھَۃً کَائِنَۃً [۵]

اے کافرو جن بتوں کی تم عبادت کرتے ہو اور اُن کو معبود کہہ کر پکارتے ہو

## تفسیر درمنثور میں ہے:

نَزَلَتْ فِیْ صَنَمٍ [۶]

یہ آیتِ مبارکہ بتوں کے بارے میں نازل ہوئی لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا یَعْنِیْ اَلصَّنَمُ لَا یَخْلُقُ ذُبَابًا [۷] "یعنی بت مکھی نہیں بنا سکتے"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ضَعُفَ الطَّالِبُ [۸] سے مراد آلِھَتُکُمْ "تمہارے معبود ہیں"۔

---

[۳] تفسیر النسفی جلد ۲ ص ۱۳۵۔ [۴] تفسیر طبری جلد ۹ ص ۱۸۹۔ [۵] مظہری جلد ۶ ص ۳۲۹۔ [۶] درمنثور جلد ۶ ص ۷۵۔ [۷] ایضاً۔ [۸] درمنثور ایضاً۔

(ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝)

اَلطَّالِبُ عَابِدُ الصَّنَمِ وَالْمَطْلُوْبُ الصَّنَمُ ۹

"طالب سے مراد بت کی پوجا کرنے والا اور مطلوب سے مراد بت"۔

## تفسیر روح المعانی میں ہے:

اِنْ کَانَتْ نَازِلَةً فِی الْاَصْنَامِ ۱۰ "یہ آیت مبارک بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے"

## تفسیر مظہری میں ہے:

کَانُوْا یَطْلُوْنَ الْاَصْنَامَ بِالزَّعْفَرَانِ وَیَضَعُوْنَ بَیْنَ یَدَیْهَا الطَّعَامَ وَکَانَتِ الذُّبَابُ تَقَعُ عَلَیْهِ وَتَسْلُبُ مِنْهُ فَقَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ اَنْ یَّسْلُبَ الذُّبَابُ شَیْئًا مِّنْهُمْ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰی اِسْتِنْقَاذِهٖ وَلَا یَقْوُوْنَ عَلٰی مُقَاوَمَتِهٖ فَضْلًا مِنْ اَنْ یَّخْلُقُوْهُ ۱۱

"مشرکین بتوں پر زعفران کا لیپ کرتے تھے اور اُن کے سامنے کھانا رکھتے تھے مکھیاں کھانے پر گرتی تھیں اور اس میں سے کچھ لے اُڑتی تھیں مگر بت ان سے چھین نہ سکتے تھے۔"

## تفسیر قرطبی میں ہے:

اَلْمُرَادُ الْاَوْثَانُ الَّذِیْنَ عَبَدُوْهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۱۲

"اس آیت مبارک میں اَلَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بت ہیں جنہیں لوگ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا پوجتے تھے"۔

---

۹ فتح القدیر جلد ۳ ص ۵۸۵، مظہری جلد ۶ ص ۳۲۹، قرطبی جلد ۲ جز ۱۲ ص ۶۵، ابو سعود جلد ۳ ص ۳۹۸ ۔ ۱۰ روح المعانی جلد ۷ جز ۹ ص ۱۹۳ ۔ ۱۱ روح المعانی جلد ۷ جز ۹ ص ۱۹۲، مظہری جلد ۶ ص ۳۲۸، قرطبی جلد ۶ جز ۱۲ ص ۶۵ ۔ ۱۲ قرطبی جلد ۶ جز ۱۲ ص ۶۵۔

# یا محمد ﷺ

| محمد | محمود | فاتح | رشید | نذیر | احمد | قاسم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| شاهد | مشهود | داع | حامد | عاقب | حاشر | بشیر |
| شاف | هاد | مهد | ماج | منج | ناه | رسول |
| نبی | امی | تهامی | هاشمی | ابطحی | عزیز | حریص علیکم |
| رؤف | رحیم | طٰه | مجتبیٰ | طٰس | مرتضیٰ | حٰم |
| مصطفیٰ | یٰس | اولیٰ | مزمل | ولی | مدثر | متین |
| مصدق | طیب | ناصر | منصور | مصباح | امر | حجازی |
| نزاری | قرشی | مضری | نبی التوبة | حافظ | کامل | صادق |
| امین | عبداللہ | کلیم اللہ | حبیب اللہ | نجی اللہ | صفی اللہ | خاتم الانبیاء |
| حسیب | مجیب | شکور | مقتصد | رسول الرحمة | قوی | حفی |
| مامون | معلوم | حق | مبین | اٰخر | یتیم | ظاهر |
| کریم | باطن | حکیم | نبی الرحمة | خاتم الرسل | سید | سراج |
| منیر | محرم | مکرم | مبشر | مذکر | مطهر | قریب |
| خلیل | مدعو | جواد | خاتم | عادل | شهیر | شهید |
| [illegible] | صاحب | مکی | | | | |

## خوش حالی کے لیے مجرب نسخہ

امیری، غریبی، مالی تنگ دستی اور خوش حالی کا نظام سب کا ئنات کی مشیت پر ہے۔ مالی تنگ دستی نمازی اور بے نمازی کو دیکھ کر نہیں آتی۔ بڑے بڑے متقی اور پرہیزگار لوگ بھی معاشی تنگی کی آزمائش میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آزمائشوں اور امتحانات کی منزلیں طے کرتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہر مسلمان مرد وعورت کو معاشی تنگی اور دیگر آزمائشوں سے کامیابی کی نعمت کے ساتھ ہمکنار فرمائے اور اپنے محبوب کریم ﷺ کے صدقے آنے والی پریشانیوں اور پریشانیوں سے محفوظ فرمائے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس نے غربت اور معاشی تنگی کی شکایت کی تو رسول کریم ﷺ نے اسے فرمایا:

۱۔۔۔جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہو خواہ گھر میں کوئی ہو یا نہ ہو، ۲۔۔۔پھر مجھ پر سلام پڑھو یعنی اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، کہو اور ۳۔۔۔ایک مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ پڑھو۔۔۔

اس شخص نے ایسا ہی کیا (یعنی اس نے اپنا معمول بنالیا جب بھی اپنے گھر میں داخل ہوتا دایاں قدم اندر رکھتے ہی رسول کریم ﷺ کے ارشاد مقدس کے مطابق عمل کرتا) تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس پر دولت کی ریل پیل کر دی یہاں تک کہ وہ اپنے ہمسایوں اور قرابت داروں کو دینے لگا۔

---

تفسیر قرطبی جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۲۵۰، تفسیر کبیر جلد ۱۶ جز ۳۲ ص ۱۶۵، کشف الاسرار جلد ۱ ص ۲۶۱ جلد ۱۰، [illegible] ص ۲۵۵ چھاپ [illegible] الصلوٰۃ والسلام علی محمد [illegible] جلد ۱ ص ۲۵۶
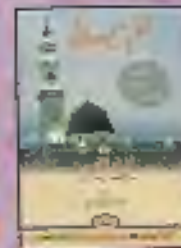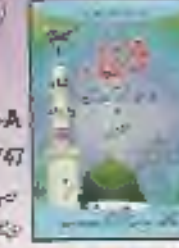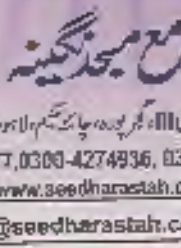
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)
کی تالیفات
جامع مسجد نگینہ
977-A
6846677, 0300-4274936, 0322-4730747
http://www.seedharastah.com
info@seedharastah.com
0300-4156297